رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

رجسٹرڈ اے نمبر

قیمت جو ہر سال پیشگی لیجائیگی

(۱) عوام

(۲) خواص سے

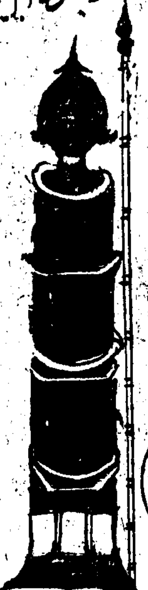
(۳) ہندوستان سے باہر سے

(۴) غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ۱۲ر

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

نہیں بدلتا جبتک وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

اخبار الحکم قادیان



جلد ۱۶ — ۲۱ - اکتوبر ۱۹۱۲ء — نمبر ۱۴

یہ کوہم باتو گرامی جہاد قادیان ہیں

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب (احمدی)

دو اپنی شفا ہیں غرض دار الامان ہیں

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شایع ہوتا ہے

اخبار پرکاش لاہور کا رشی نمبر

آریہ سماج کے قابل تعظیم بانی مہرشی سوامی دیانند سرسوتی جی کی یادگار میں حسب معمول اخبار پرکاش لاہور کا رشی نمبر دیوالی کے موقعہ پر یکم نومبر کو آب وتاب سے شایع ہوگا جس میں بلالحاظ مذہب وملت ہندوستان کے برگزیدہ اصحاب اور مشہور ومعروف اہل قلم کے زبردست مضامین (نظم ونثر) رشی کے جیون اور ان کے کام کے متعلق درج ہونگے پرچہ کو زیادہ مفید اور دلچسپ بنانیکی غرض سے اس سال بھی چار انعام مشتہر کئے گئے ہیں۔ یعنی دس اور پندرہ روپیہ کے دو انعام رشی جیون کے متعلق دو عمدہ نظموں کیلئے اور دس اور پندرہ کے دو انعام مضامین کے لئے۔ یہ دو انعام ان اصحاب کو دیئے جائینگے جو سوامی دیانند جی کی زندگی کے متعلق کوئی نیا واقعہ یا نیا کنندہ خیال پیش کرینگے۔ بلاتفریق مذہب وملت تمام اصحاب سے مضامین اور نظموں کے لئے درخواست کیگئی ہے۔ اس سال پرچہ میں رشی کی ایک دو نہایت عمدہ رنگین تصاویر خاص طور پر بمبئی یا لندن سے بنوا کر لگائی جاوینگی۔ غرضیکہ پرچہ ہر طرح سے شاندار بنانیکی کوشش ہو رہی ہے قیمت فی پرچہ ۸ر مع محصولڈاک ہوگی امید ہے

میدان جنگ کی صحیح خبریں

اگر آپ معلوم کرنا چاہتے ہیں تو اخبار المشیر کو خریدیئے۔ کیونکہ اس میں ممالک اسلامیہ قسطنطنیہ مصر شام بیروت دمشق طرابلس وغیرہ وغیرہ کے عربی ترکی اخبارات کے تراجم اور ان کے نامہ نگاروں کے تسلیم شدہ صحیح حالات شایع ہوتے ہیں۔ جو میدان جنگ میں خود شریک ہیں نیز ایک ہندی مسلمان بھی میدان میں پہنچ گئے ہیں جن کے خطوط بھی المشیر میں شایع ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں المشیر ملکی قومی تمدنی تعلیمی معاملات پر بھی خاص بحث کرتا ہے اور اس میں ملک کے جید اور سربرآوردہ علماء کے مضامین بھی شایع ہوتے ہیں۔ اخبار کی جملہ خوبیاں مسلسل مطالعہ سے معلوم ہو سکتی ہیں۔

قیمت سالانہ صرف تین روپیہ (مینیجر المشیر مراد آباد)

ضیاء الاسلام مدیرہ متحدہ کا ایک ممتاز اور اپنی طرز کا واحد ماہوار رسالہ ہے جسمیں اسلامی علمی تمدنی تاریخی مضامین اور مخالفین اسلام اعتراضات کے متین اور دندان شکن جواب ہوتے ہیں آجکل مصر کے ایک فاضل ادیب سلیم تبعین کی نادر وجود تاریخ "مجاہدات طرابلس الغرب" کا نہایت دلچسپ ترجمہ ماہوار شایع ہو رہا ہے جو اصحاب دوسرے علمی مضامین کے علاوہ جنگ ٹرکی و اٹلی کے متعلق صحیح معلومات حاصل کرنا چاہیں انہیں اس سے زیادہ مفصل اور صحیح کتاب اور ضیاء الاسلام سے بہتر رسالہ نہیں دستیاب ہو سکتا۔ قیمت سالانہ ع

(المشتہر مینیجر ضیاء الاسلام مراد آباد)

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا۔

فایدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اور کوئی شخص اس نور کو لیکر نبی ہو سکتا۔ وہ اس روشنی کو روشنی نہیں بلکہ تاریکی قرار دیتا ہے۔ ایسی حالت میں جو شخص اس صداقت کے اظہار کیلئے مبعوث ہو اس شخصیت پر ایمان نہ لانا دراصل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس امر پر بار بار روشنی ڈالی ہے۔ جیساکہ ہمارے ناظرین اسی سلسلہ مضامین میں آپ کی تحریروں اور تقریروں کے اقتباس پڑھیں گے۔

ضرورت نبوت اور **ایمان بالرسالت** پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب **حقیقت الوحی** صفحہ ۱۰۹ سے لیکر صفحہ ۱۲۰ تک بڑی وضاحت سے بحث کی ہے۔ میں ناظرین الحکم کی خدمت میں ادب سے التماس کرتا ہوں کہ وہ اس حصہ کو ضرور پڑھیں۔

افسوس تو یہ ہے کہ ہماری جماعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف کیطرف کم توجہ کرتی ہے۔ اور بہت تھوڑے لوگ ہیں جو التزاماً آپ کی تصانیف کو پڑھتے ہیں۔ ان کے پڑھنے سے ایمان تازہ ہوتا ہے اور **معرفت اور یقین** کی راہیں کھلتی ہیں۔ **امام الزمان** کو جو بسطۃ فی العلم دیجاتی ہے اس کے آثار و ثمرات سے انسان بہرہ مند ہوتا ہے۔ غرض مامورین و مرسلین کی **بعثت** پر ایمان لانا ضروری ہوتا ہے۔ اور بدوں اسکے ایمان ناقص اور بے سود رہتا ہے۔

اب اس تمہیدی نوٹ کے بعد یہ بتانا ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آپ کو دنیا کے سامنے کس رنگ میں پیش کیا ہے۔ کیا ایک نبی اور رسول کی شان سے یا محض ایک معمولی رلفارمر کی حیثیت سے جس کا ماننا نہ ماننا یکساں ہو۔

اس مقصد کیلئے مجھے اپنی طرف سے کچھ بھی کہنے کی ضرورت نہیں بلکہ میں خود حضرت مسیح موعود کے اپنے الفاظ پیش کرتا ہوں جن میں انہوں نے اپنے آپ کو دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ یا واضح الفاظ میں یوں کہو کہ جسطرح خدا نے آپ کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔

اطلاع:۔ میری بیماری بھی الحکم کی تعویق کا موجب ہوئی + (ایڈیٹر)

اشتہار

بعدالت منصف صاحب بہادر درجہ دویم بٹالہ

کیس ۵۵ کا

پورن سنگھ نابالغ ولد بھگوان سنگھ برفاقت بھگوان والد خود ذات جٹ سکنہ خاصہ مگر الاستانہ کوٹ تلیانہ تحصیل شکر گڑھ مدعی

بنام بھان سنگھ ولد جیون سنگھ قوم جٹ سکنہ گھنیکے بانگر تھانہ فتحگڑھ تحصیل بٹالہ مدعا علیہ

دعویٰ مالیہ ۵ خرچہ ناط

مقدمہ مندرجہ عنوان میں برخلاف مدعا علیہ کے مدعی نے عدالت ہذا میں دعویٰ دائر کیا ہے۔ بیان مدعی سے پایا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہ مذکور عمداً التعمیل سمن سے گریز کرتا ہے۔ اس لئے اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی بنام مدعا علیہ مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ وہ تاریخ ۹۔ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو اصالتاً یا بذریعہ وکیل یا مختار یا جسکو مقدمہ کی جوابدہی و دیگر امور کے متعلق پوری پوری ہدایت اور اختیارات حاصل ہوں۔ حاضر ہو کر جوابدہی کرے۔ اگر مدعا علیہ مذکور یا اسکا اپنا ایجنٹ یا مختار یا وکیل حاضر نہ ہوگا تو اس کے برخلاف تحقیقات بکطرفہ عمل میں آوے گی۔ آج بتاریخ 28 ۹/۱۲ بثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

خطبات نور حصہ اول ؁

یہ مجموعہ ہے حضرت خلیفۃ المسیح کے خطبات کا جو نہایت عمدہ کاغذ پر میرے مکرم بھائی شیخ عبد الحمید صاحب اڈیٹر پٹیالہ سٹیٹ ریلوے لاہور نے ابھی چھپوا کر شایع کیا ہے ایک عرصہ دراز گزرتا ہے کہ میں نے خطبات کے مجموعہ کے چھاپنے کی تحریک اور تجویز کی تھی۔ اس سلسلہ میں حضرت مخدوم الملتہ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے بارہ خطبے خطبات کریمیہ کے نام سے میں نے شایع بھی کئے تھے۔ مگر پھر یہ تجویز بعض اسباب کے ماتحت معرض التوا میں ہی ہے شیخ صاحب نے اس کو عملی لباس پہنایا۔ اس حصہ اول میں جسقدر خطبات درج ہیں۔ وہ ایڈیٹر الحکم کے لکھے ہوئے اور الحکم میں متفرق طور پر شایع شدہ ہیں۔ میرے لئے یہ امر بہت ہی خوشی کا موجب ہے کہ میرے قلم کی کوششیں میری زندگی میں الحکم کے کالموں سے نکلکر کتابی صورت اختیار کرتی ہیں +

مجھے ایک افسوس بھی ہے اگر ان خطبات کو شایع کرنے سے پہلے مجھ سے ذکر کیا جاتا تو میں محمد للہ یہ مشورہ ضرور دیتا کہ جن آیات پر حضرت نور نے خطبات پڑھے ہیں ان کو پورا لکھا جاتا مگر ایسا التزام نہیں کیا جا سکا۔ آیندہ اس سلسلے میں اس امر کو مدنظر رکھا جاوے۔ کتاب نہایت عمدہ چھپی ہے اور ۸ قیمت پر پبلشر صاحب سے ملسکتی ہے۔ ان خطبات کو رائج کرنا چاہیئے +

کلمۃ الحق ؁

کلکتہ سے مولانا آزاد نے ایک نیا باتصویر ہفتہ وار اخبار **الہلال** کے نام سے شایع کیا ہے۔ یہ **جرنل** ہندوستان کی اردو اخباری دنیا میں یگانہ **اضافہ** ہے۔ یہ اخبار بالکل **مصری** اور **یورپی** اخبارات کی طرز پر شایع ہونے لگا ہے۔ اور پروپرائیٹر صاحب نے نہایت اولوالعزمی اور بلند حوصلگی سے اس کے اجرا میں کثیر اخراجات کو برداشت کیا ہے۔ اس کی قیمت سالانہ آٹھ روپیہ اس کی صوری اور معنوی خوبیوں کے لحاظ سے بہت کم ہے۔ الہلال کی کسی گذشتہ اشاعت میں حق گوئی کے متعلق دو تین نہایت ہی قابل قدر نوٹ شایع ہوگئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ الحکم کے ناظرین بھی اس سے لطف اٹھائیں۔ اس لئے وہ ذیل میں چھاپ دیئے جاتے ہیں۔ ایڈیٹر

ہمارے سامنے تو صرف دو ہی راہیں ہیں (فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر) کفر و اسلام۔ شرک توحید۔ نور و حکمت۔ صداقت و کذب۔ حق و باطل۔ ہر شخص مختار ہے کہ دونوں میں سے ایک اختیار کرے۔ (لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی) لیکن جدید فن اخلاق کے ماہرین کہتے ہیں کہ گو یہ سچ ہو۔ مگر ان دونوں کے درمیان ایک برزخی اور بین بین راہ بھی ہے۔ اور یہی ہمکو بھی اختیار کرنی چاہیئے۔ اسی میں فلاح اور اسی میں ہر دلعزیزی ہر

کفر و اسلام دونوں کو ساتھ لیجئے۔ بت پرستی و توحید دونوں کو ملا رہنے دیجئے۔ اہرمن اور یزدان دونوں کو رام کیجئے۔ ایک ہی طرف کیوں جھکئے جب دونوں دروازے کشادہ ہو سکیں تو صرف کعبے ہی کیوں ہو رہیئے۔ جب بتکدے سے رسم و راہ قایم رہ سکے؟ نؤمن ببعض ونکفر ببعض۔ ویریدون ان یتخذوا بین ذٰلک سبیلا۔

معشوق ما بشیوۂ ہر کس موافق است
باما شراب خوردہ و بزاہد نماز کرد

ہم اپنے بعض پاک باطن مگر ظاہر آلودہ دوستوں کو دیکھ رہے ہیں کہ دلی زبان سے ہمیں اسی تعلیم کی دعوت دینا چاہتے ہیں۔ اخلاق کے بعض دلچسپ پیرائے نوک زبان ہیں اور کہتے ہیں کہ حق گوئی سے مانع نہیں۔ لیکن اگر حق گوئی کا حق اسطرح آدا ہو سکے کہ باطل کا دل بھی ہاتھ میں رہے تو اس میں کیا مضایقہ؟ اک زمانہ کو خواہ مخواہ دشمن بنا لینا کونسی عقلمندی کی بات ہے؟

اس میں شک نہیں کہ ان تعلیمات میں نفس انسانی کیلئے بڑی سخت کشش ہے۔ ہر دلعزیزی اور ممدوح خلایق ہونا کسنے پسند نہیں؟ ہم ضرور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے۔ مگر افسوس ہے کہ ہمیں تو کوئی تیسری راہ سامنے نظر نہیں آتی جس راہ پر چلکر زمانہ سمجھ رہا ہے کہ دونوں راہوں کا برزخ اس کے قدموں کے نیچے ہے۔ وہ فی الحقیقت نفس شریر کے خدع و فریب کا ایک سیمیائی کرشمہ ہے وہ پگڈنڈیاں ہیں جو بالآخر اسی شاہراہ میں جا کر گری ہیں۔ اسلام اور حق و صدق مرادف الفاظ ہیں۔ اس کی راہ تو ایک ہی ہے اور ایک ایسا باریک خط جس کے ادہر ادہر قدم ٹکانے کا کوئی سہارا نہیں اگر قدم کو ذرا بھی لغزش ہوئی تو پھر یقین کیجئے کہ آپ کیلئے کفر و باطل کے سوا اور کوئی شاہراہ نہیں ہے۔

نفاق کی مقبول عام گلی بھی اسی شاہراہ کی ایک شاخ ہے۔ یا پھر نام بدل گئے ہیں۔ اور راستہ ایک ہی ہے۔ کفر سے تعبیر کیجئے یا نفاق سے۔ سچ ہمیشہ سے ایک ہی جگہ اور ایک ہی شکل میں رہا ہے۔ جب ملیگا تو وہیں ملیگا۔ اور اگر انہیں اور شکلوں میں ڈھونڈھنا لاحاصل ہے۔ آپ سے پہلے تیرہ سو برس ہوئے ایک بڑی جماعت تھی جس نے اسی گوشہ میں پناہ لینی چاہی تھی۔ مگر خدا نے فرمایا:۔

ان المنافقین یخادعون اللّٰہ وھو خادعھم، × × × × مذبذبین بین ذٰلک لا الیٰ ھٰؤلاء ولا الیٰ ھٰؤلاء۔

حق اور باطل دونوں آپ کے سامنے ہیں۔ انہیں میں کسی ایک کو پسند کر لیجئے۔ اگر حق کی راہ اختیار کی ہے تو پھر مصلحت۔ پیرائہ بیان۔ طرز ادا۔ الفاظ شیرین۔ دمعانی زہر آلود۔ اور اسی قبیل کی تمام باتوں کیلئے **نفاق** کے سوا اور کوئی لقب نہیں۔ سچ کہئے گا تو جھوٹ کو چوٹ لگے گی ہی۔ اس کو بچانے کی کوشش نہ کیجئے۔ ورنہ آپ کفر سے زیادہ دنیا کے لئے مہلک ہیں۔ نرمی و آشتی۔ حسن ادا۔ پیرایہ بیان۔ مصلحت بینی۔ اور مقتضیات زمانہ کے اگر یہی معانی ہیں جو بتلائے جاتے ہیں تو خدا کیلئے ہمیں سمجھائیے۔ کہ پھر نفاق و منافقی کی خصوصیات اور کیا ہیں؟ اگر ایک بات سچ ہے تو اس کو صاف صاف کہدیجئے۔ اگر کچھ لوگ برے ہیں۔ تو کھول کھول کر ان کی برائی بیان کر دیجئے۔ بری باتوں کے اظہار کے لئے اچھے لفظ کیوں استعمال کئے جائیں؟ بداعمالوں کو کیا حق حاصل ہے کہ نیک کرداروں کے حقوق کا مطالبہ کریں؟ اگر یہ طریقہ پسند نہیں تو پھر بتوں کو آستین میں چھپانے کی جگہ بہتر ہے کہ سر پر جگہ دیجئے۔ ظاہر و باطن میں مطابقت جھوٹ میں بھی ہو تو سچائی سے خالی نہیں۔

بس کا فراست زاہد از برہمن ولیکن
او را بت ست در سر و را آستین ندارد

یاایھا الذین اٰمنوا لا تخونوا اللّٰہ والرسول وتخونوا اماناتکم وانتم تعلمون۔

ہم سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کڑوی سے کڑوی دوا پلی لیں گے مگر شرط یہ ہے کہ شربت کہکر پلا دیجئے۔ دوا کا نام زبان پر نہ آئے۔ کہ اس سے ہمیں سخت چڑ ہے۔ خیر اگر آپ منہ بنانا چھوڑ دیں تو ایسا کر کے بھی دیکھ لیں گے۔ مقصود دوا پینے سے ہے نہ کہ چڑانے سے۔ مگر براہ کرم چند دنوں تو توقف ہی فرمائیے۔ کچھ عرصے تک تو دوا کا نام سننا ہی پڑیگا۔ آپنے چالیس برس تک شہد و شکر سے کام و دہان کو لذت بخشی۔ دو چار دن کڑوی کسیلی دوا کا تذکرہ سن لیجئے گا تو کیا ہرج ہو گا؟ عجب نہیں کہ چند دنوں میں سنتے سنتے آپ کی وحشت بھی کم ہو جاوے۔ اور پھر ایسے عادی ہو جائیں کہ شربت کبھی ملے تو دوا کہکر منہ سے لگائیں۔

مشکل یہ ہے کہ لوگ تیشے کی ضرب کی سختی کو دیکھتے ہیں مگر اسے نہیں دیکھتے کہ عمارت کی بنیاد بھی تو برسوں کی پرانی ہے۔ اگر کسی پرانی بنیاد کو اکھاڑنا مقصود ہو تو اس پر ابتدائی ضربیں سخت سے سخت لگائیے۔ جب جڑ ہل جاوے گی تو پھر آپ کو اختیار ہے انگلیوں سے مٹی ہٹا کر اینٹوں کو ایک ایک کر کے اٹھا لیجئے گا۔ لیکن اگر پہلی ضرب ہی سست پڑی تو پھر برسوں میں بھی نئی عمارت کیلئے جگہ صاف نہ ہو سکے گی۔ یہی سبب ہے کہ ہم اس وقت اپنے کاموں کیلئے سخت سے سخت سختی کو بھی نرمی سمجھتے ہیں۔ جہاں تک کاندھوں میں زور ہو جلد جلد ضربیں لگاتے جائیے۔ زمانے کا سیلاب بھی آپ کی مدد کیلئے تیزی سے امڈا آ رہا ہے۔ اگر آپ نے اپنا کام پورا کر دیا تو پھر آپ کو ہمیشہ کیلئے فرصت ہے۔ یہ سیلاب خود بنیاد کی سی مٹی تک بہا لیجائیگا وما ذٰلک علی اللّٰہ بعزیز۔

خواجہ صاحب کا سفر انگلستان

۷ ستمبر کو خواجہ صاحب بخیر و عافیت انگلستان روانہ ہو چکے ہیں اور اسوقت وہ سمندر کو چیرتے ہوئے جا رہے ہیں خواجہ صاحب نیک ارادہ کیساتھ تبلیغ اسلام کیلئے انگلستان میں ذرایع اور اسباب کو معلوم کرنیکے لئے جا رہے ہیں یہ ایک ایسی مبارک اور پاک خواہش ہے کہ جس پر ہر شخص کو جو اسلام کیلئے دل میں جوش اور تڑپ رکھتا ہے خوش ہونا چاہیئے خواجہ صاحب بالفعل وہاں ۶ ماہ کے قیام کا ارادہ رکھتے ہیں ناظرین الحکم کو معلوم ہے کہ یورپ اور امریکہ میں تبلیغ اسلام کے لئے ایک وفد کی تحریک ایک مرتبہ ہوئی تھی۔ میں نے وفد کے متعلق مشکلات پیش کر کے بتایا تھا کہ ابھی وہ وقت نہیں آیا پھر اسی سلسلہ میں ۷ جولائی ۱۹۱۲ء کے الحکم میں ممالک غیر میں تبلیغ کیلئے پہلا قدم کے عنوان سے ایک تحریک کی تھی کہ کوئی گریجویٹ ولایت بھیجا جاوے جو ایک طرف اپنی تعلیم مکمل کریگا

یہی ان کی کامیابی کا راز تھا۔ اس لئے میں تجویز کرتا ہوں۔ کہ حافظ روشن علی صاحب کو جنکا نام قرعہ سے نکلا ہے میرے بعد آپ لوگ مجلس انصار کا امیر سمجھیں اور اس مجلس کے متعلق سب کام ان کے مشورہ سے کریں۔ اور ان سے امید رکھتا ہوں کہ خود عملی طور پر حضرت خلیفۃ المسیح کی فرمانبرداری کا اعلیٰ نمونہ دکھا کر آپ لوگوں کیلئے ایک عمدہ مثال قایم کریں۔ واللہ المستعان۔ (خاکسار مرزا محمود احمد)

فہرست انصار قادیان کی جنہوں نے چندہ دینا منظور فرمایا

(۱) شیخ عبد الرحمٰن صاحب لاہوری سکرٹری انصار اللہ۔
(۲) صوفی غلام محمد صاحب (۳) شیخ یعقوب علی صاحب
(۴) حکیم محمد عمر صاحب (۵) شیخ غلام احمد صاحب
(۶) مولوی شیر علی صاحب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان بعثت

(نمبر اول)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت منہاج نبوۃ پر واقع ہوئی ہے۔ اور یہ امر محتاج بیان نہیں کہ اس وحی الہی میں جو کثرت کیساتھ آپ پر نازل ہوئی آپ کو نبی اور رسول کے لفظ کیساتھ پکارا گیا۔ اور اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ براہین احمدیہ سے لیکر آپ کی آخری کتاب چشمہ معرفت تک میں اللہ تعالےٰ نے آپ کو مختلف نبیوں کے نام سے پکارا اور بالآخر جری اللہ فی حلل الانبیاء کے نام سے آپ کو خطاب کیا۔

لیکن آج ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور شان بعثت پر مختلف قسم کی بحثیں جاری ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیام پہونچانے میں ہمنے کہاں تک کوشش کی ہے اس کے لئے ہم کو اپنے گریبان میں خود منہ ڈالکر غور کرنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود کی شخصیت اور ذات ایک ایسی چیز ہے۔ کہ اس پر ایمان لانا ضروریات دین میں سے ہے۔ وہ دین جو عند اللہ الاسلام ہے کیونکہ مسیح موعود پر ایمان ایمان بالرسل میں داخل ہے اور قرآن مجید نے یہ ہدایت صاف الفاظ میں فرمادی ہے

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ

اور یہی وجہ ہے کہ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ کی تلقین میں کسی خاص رسول کا نام داخل نہیں کیا گیا۔ اس امر پر مفصل بحث اسی مضمون میں انشاء اللہ دوسری جگہ آجائیگی کیونکہ حضرت مسیح موعود کی شان بعثت کے مختلف پہلوؤں پر تفصیل کیساتھ کلام کرنے کا خدا کے فضل سے ارادہ رکھتے ہیں اور اس میں جہاں انکی شان و شخصیت کا ذکر ہو گا کوئی لفظ اپنی طرف سے پیش کرنیکی جرات نہ کرینگے۔ بلکہ خدا کے فضل و توفیق سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے کلام اپنی تحریر سے یا حضرت خلیفۃ المسیح کے کلام اور تحریر سے یا ان بیانات سے جو خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں اخص و اکابر صحابہ حضرت مسیح موعود نے شایع کئے ہیں پیش کرینگے حضرت کی شان بعثت کے مفصل اظہار اور بیان کی اس لئے ضرورت ہے تا ان لوگوں کو جو اس سے ناواقف ہیں معلوم ہو جاوے کہ آپ کیا ہیں اور کیا نہیں؟

آپ کی شان میں وہ اطرا نہ ہو جسکے آپ مستحق نہیں اور نہ نعوذ باللہ آپ کی شان کو گھٹایا جاوے۔ احمدی قوم جبتک اپنے امام کو جو خدا تعالیٰ کیطرف سے مامور و مرسل اور نذیر اور نبی ہو کر آیا ہے اسی رنگ میں پیش نہیں کرتی مشکل ہے کہ وہ ان مقاصد کو حاصل کر سکے جو اس کی آمد سے وابستہ ہیں۔

اگر حضرت مسیح موعود کی شخصیت کو بالکل الگ کر کے صرف یہ کہدیا جاوے کہ صرف آپ کی اس تعلیم سے غرض ہے جو آپ لیکر آئے تو مجھے اس کہنے میں معاف رکھا جاوے۔ تم نے رسول کی قدر نہیں کی۔ اور رسالت کی شان اور ضرورت کو تم نے محسوس ہی نہیں کیا!

دنیا میں اخلاقی تعلیم کبھی مفقود نہیں ہوئی اور ہمیشہ اور ہر زمانے میں ہر قوم میں اخلاقی صداقتیں موجود ہوتی ہیں بلکہ ہر شخص کے اندر بدیوں کیلئے ایک فطرتی کراہت اور نفرت موجود ہے۔ پھر خدا تعالےٰ نے اپنے نبیوں اور رسولوں کو دنیا میں کیوں بھیجا؟ اور ان کے آنیکی وجہ سے خود انہیں اور ان کے ماننے والوں کو عباد الدنیا کے ہاتھوں میں تکالیف میں ڈالا؟

یہ ایک سوال ہو گا جسکا جواب آسان نہیں۔ برہمو خیال کے لوگوں کو انکار رسالت کیطرف اسی خیال نے مائل کر دیا اور انہوں نے اپنی جگہ قرار دیا کہ انبیاء علیہ السلام کی ہستی اور ان کے ماموریت پر ایمان لانا نعوذ باللہ غیر ضروری ہے۔ ہاں انکی اصلاح ملک و قوم ان کی تعلیم پاک کیلئے ہم ان کی تعریف کرتے ہیں۔ یہ خیال ہے جو برہمو لوگ پیش کرتے ہیں۔ انکی اس تعریف کی میرے نزدیک ذرہ برابر وقعت نہیں۔ بلکہ یہ ایک ایسا خطرناک حملہ ہے انبیاء علیہم السلام کی ذات پر کہ منکر اور مخالف لوگ بھی نہیں کرتے کیونکہ برہموؤں کے خیال میں نعوذ باللہ

خدا کے مامورین و مرسلین نے اپنی دعوی میں جھوٹ بولا

اسی طرح پر آج اگر کوئی شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اور آپ کی خدمات کی تو تعریف کرتا ہے لیکن آپ کے دعوی کو ماننے کیلئے تیار نہیں وہ دوسرے الفاظ میں نعوذ باللہ آپکو کاذب قرار دیتا ہے یا اگر ہم حسن ظن کے طور پر نہیں تو وہ اتباع رسول اور ضرورت نبوت کا انکار کر کے براہمو ازم پیدا کرنا چاہتا ہے۔

مجھے یاد ہے کہ لاہور کے مقام پر مئی ۱۹۰۸ء کو بعد نماز عصر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شاہزادہ محمد ابراہیم خان صاحب کی ملاقات کیوقت ایک تقریر فرمائی تھی۔ جو ۱۴ مئی ۱۹۰۸ء کے الحکم میں طبع ہوئی۔ اس میں آپنے اس ضرورت پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا

تزکیہ نفس بڑا مرحلہ ہے اور مدار نجات تزکیہ نفس پر موقوف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قد افلح من زکٰھا اور تزکیہ نفس بجز فضل خدا میسر نہیں آسکتا۔ یہ خدا تعالیٰ کا اٹل قانون ہے لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا اور اس کا قانون جو جاذب فضل کیواسطے ہمیشہ سے مقرر ہے وہ یہی ہے کہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیجاوے۔ مگر دنیا میں بہت لوگ ایسے موجود ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم بھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہیں۔ نیک اعمال

بجالاتے ہیں۔ اعمال بد سے پرہیز کرتے ہیں۔ اصل میں انکا مدعا یہ ہوتا ہے کہ ان کو اتباع رسول کی ضرورت نہیں۔ مگر یہ یاد رکھو یہ بڑی غلطی ہے۔ اور یہ بھی شیطان کا ایک دھوکہ ہے۔ کہ ایسا خیال لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے خود اپنے کلام پاک میں تزکیہ اور محبت الٰہی کو مشروط بہ اتباع رسول رکھا ہے تو کون ہے کہ وہ دعویٰ کر سکے کہ میں خودبخود ہی اپنی طاقت سے پاک ہو سکتا ہوں۔ سچا یقین اور کامل معرفت سے پر ایمان ہرگز ہرگز میسر نہیں آسکتا۔ جب تک انبیاء کی سچی فرمانبرداری اور معیت اختیار نکی جاوے۔“

قرآن مجید سے فی الحقیقت یہی صداقت ظاہر ہوتی ہے اگر رسولوں پر ایمان لانا اور ان کی شخصیت کا ماننا ضروری نہ تھا تو پھر الٰہی کتابوں کے آنے اور انبیاء کو ماموریت اور نامزد کرنے کی بھی نعوذ باللہ کوئی ضرورت نہ تھی۔ اور یہ کام گویا ایک عبث اور باطل تھا۔ حالانکہ ہم جانتے ہیں اور ایمان لاتے ہیں

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

پس اے پڑھنے والو! غور کرو! اور پھر غور کرو کہ خدا تعالےٰ نے جو آسمانی سلسلے قایم کرتا ہے اس سے اس کا مقصد انسان پرستی پھیلانا نہیں ہوتا بلکہ ان انسانوں کے ذریعہ ہی خدا تعالےٰ کا درخشان چہرہ دنیا پر ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہ

آئینہ خدا نما ہوتے ہیں

قرآن مجید کو پڑھو اور اس پر تدبر کرو۔ تمہیں معلوم ہوگا کہ رسالت کی کسقدر عظمت قرآن مجید نے بیان کی ہے رسالت اور الوہیت کے درمیان تفرقہ کرنیوالوں کے متعلق سخت وعید فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا

قرآن مجید کی اس آیت کو پڑھ کر ایک مومن کا دل کپکپا جانا چاہیئے اور اس کے بدن پر لرزہ پڑ جانا مناسب ہے۔ قبل اس کے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے کسی مامور و مرسل کی شخصیت پر ایمان لانا غیر ضروری سمجھے۔ اگر محض توحید اور اعمال صالحہ ہی کوئی چیز تھے تو کیوں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کیساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کو شامل کیا گیا۔ اسی خیال اور گمراہی کے خیال نے مسلمانوں میں ایک گروہ پیدا کر دیا جو آج کہتا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کیساتھ محمد رسول اللہ کی نعوذ باللہ ضرورت نہیں۔ اور اس سے ترقی کرکے ایک شخص نے جو ڈاکٹر عبد الحکیم کے نام سے موسوم ہے یہ اعلان کیا کہ نجات کیلئے صرف توحید کا اقرار کافی ہے۔ گویا اس کے مذہب اور اعتقاد میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکی پاک جماعت کے تمام مساعی جمیلہ نعوذ باللہ فضول تھیں اور آپ اور آپ کے ساتھ والوں نے جو تکالیف اٹھائیں وہ محض بے سود اور نعوذ باللہ کم عقلی کا نتیجہ تھیں اس قسم کے بیہودہ خیالات اور لغو اور سراسر ہیچ مفروضات ان دماغوں کا نتیجہ ہوتا ہے جنہیں الٰہیات کے سمجھنے کا مادہ نہیں ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو پاک تعلیم لیکر آئے اور آپ سے پہلے جسقدر نفوس نبیوں کے نام سے آئے۔ اور اسی حیثیت سے انہوں نے دنیا کے سامنے اپنے آپ کو پیش کیا۔ وہ سب کے سب جہاں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی مشترکہ اور اجماعی تعلیم لائے وہاں انہوں نے اپنی اطاعت کا بھی حکم دیا۔ ان کا ایسا حکم اپنی شخصیت کی عظمت کیلئے نہیں تھا۔ بلکہ تکمیل توحید کی ہو نہیں سکتی جب تک ان ماموریں و مرسلین پر کامل ایمان نہ ہو۔ کیونکہ وہ اصل غرض تو اسی ذریعہ سے پوری ہوگی جو گناہ سوز فطرت اور تزکیہ نفس کے رنگ میں کہی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی مقتدر اور متصرف بالارادہ ہستی پر زندہ ایمان بلکہ عرفان پیدا نہیں ہو سکتا جب تک ان کمزور اور مشت استخوان ہستیوں کیساتھ خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت کے کھلے کھلے نشان ظاہر نہ ہوں۔ وہی نشان ہوتے ہیں جو ظاہر کرتے ہیں کہ خدا ہے اور وہ ان کے ساتھ ہے۔

غرض یہ ایک مسلم بات ہے اور اس بات سے کوئی سلیم الفطرت انکار نہیں کر سکتا کہ توحید کی حقیقت کے سمجھنے اور اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایک اٹل اور غیر متزلزل ایمان پیدا کرنیکے لئے ایمان بالرسالت کی ضرورت ہے۔ وہ شخص شیطان سے کم نہیں جو مسئلہ رسالت کا انکار کرتا ہے۔ کیونکہ پہلا وجود جس نے خدا کے مامور و مرسل خلیفۃ اللہ آدم کا انکار کیا وہ شیطان تھا۔ حضرت مسیح موعود کے سامنے یہ مسئلہ آیا ہے اور جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ عبد الحکیم مرتد نے یہ مذہب پیش کیا کہ نجات کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانیکی ضرورت نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تمام گذشتہ نبوتوں کی جامع اور آئندہ آنیوالی نبوتوں کیلئے بطور ایک اُم اور چشمہ کے ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی عدم ضرورت کے معنے دوسرے الفاظ میں یہ ہوں گے کہ

کسی نبوت و رسالت پر ایمان ضروری نہیں

اور سچ تو یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان نہیں تو باقی نبوتوں پر ایمان محض ناقص اور نامکمل ہے اور وہ سودمند نہیں۔ ایک عیسائی ایک یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے معذور ہو سکتا تھا۔ اور مسیحی اور موسوی نبوت کا اقرار اس کے لئے ایک سپر کا کام دے سکتا تھا۔ مگر اس الحق کے آنیکے بعد اس کا انکار محض ہلاکت ہے۔ جیسا کہ خود اللہ تعالےٰ نے فرمایا

فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ

پس جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار ہلاک کرنیوالا ہے۔ اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو ایک بند جوہڑ کی طرح قرار دینا اور اس کے اثمار و ثمرات سے انکار کر دینا یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کاملہ کے انکار کی ایک صورت ہے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ ایک شخص ایک جلیل الشان بادشاہ کے متعلق یہ خیال کرے کہ یہ بادشاہ تو ہے۔ مگر اس کے دربار سے کسی کو کوئی فیض اور فضل نہیں ملسکتا۔ اور اس کی فرمانبرداری اور وفاداری و اطاعت کوئی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتی۔ ایسا شخص درپردہ اس بادشاہ کی ہتک کرتا اور اس کے خلاف لوگوں کے اندر مخالفت کے جذبات پیدا کرتا ہے۔ پس اسی طرح پر جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیشک تمام نبوتوں کے جامع ہیں اور تمام پہلی روشنیاں انپر آکر پوری ہوگئی ہیں لیکن آئندہ کوئی شخص ان کے نور نبوت سے

حضرت صاحبزادہ صاحب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب مصر جاتے ہیں

ناظرین الحکم اس خبر کو خوشی اور تعجب سے سنیں گے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب مصر کو جا رہے ہیں۔ اور یکم اکتوبر کو وہ مع الخیر بمبئی سے جہاز پر سوار ہو جائیں گے۔ صاحبزادہ صاحب کے سفر کی غرض بالکل عیاں ہے، ان کے دل میں جو تڑپ دنیا کو حق سے آگاہ کرنے کی ہے وہی جذبہ اور جوش انہیں مصر اور دیگر بلاد اسلامی اور خدا چاہے تو یورپ میں لے جا رہا ہے۔ صاحبزادہ صاحب اپنے ذاتی خرچ پر جا رہے ہیں۔ آپ نے انصار اللہ کے ممبروں کے نام جو خط لکھا ہے وہ ذیل میں چھاپ دیا جاتا ہے۔

ایڈیٹر الحکم بھی اس سفر میں محض آپ کے حالات قلمبند کرنے اور آپ کی خدمت کی سعادت حاصل کرنے کے لئے ساتھ جانے کو تھا۔ مگر بعض اسباب کے پیش آ جانے کی وجہ سے اسے اس ارادہ کو ملتوی کرنا پڑا ہے۔ اور وہ اپنے مجوزہ سفر پر اس وقت روانہ ہوگا جب اللہ تعالیٰ وہ اسباب پیدا کر دیگا۔ جو اس کے لئے ضروری ہیں۔

اگرچہ بہت سے احباب حضرت صاحبزادہ صاحب کی ان عالیشان خدمات اور ضروریات سلسلہ سے جو آپکی ذات سے اسوقت وابستہ ہیں۔ چاہتے تھے کہ وہ اس مجوزہ سفر کو ملتوی کریں۔ مگر جس وجود کیلئے خدا کی وحی میں اولوالعزم کا لفظ آیا ہے وہ ایک سفر کے تہیہ کے بعد اس سے رک نہیں سکتا خصوصاً جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح نے اور آپکی شفیق والدہ حضرت ام المومنین نے اجازت دیدی ہو حقیقت میں وہ سفر بڑا ہی مبارک ہے جو محض خدا کیلئے ہو۔ اور اس میں کسی دوسری غرض کی ملونی نہ ہو۔ یہ سفر آپ کیلئے آپ کی قوم اور اسلام و مسلمین کیلئے خدا کرے بابرکت اور سودمند ہو۔ اور آپ خدا کے فضل و کرم سے ساتھ فائز المرام واپس آئیں

یہ امید کرنی بے محل نہیں کہ انشاء اللہ العزیز حضرت صاحبزادہ کے حالات وقتاً فوقتاً موصول ہوتے رہیں گے اور وہ شائع ہوتے رہیں گے۔

کل قوم کا فرض ہے کہ وہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے بعافیت اور سالماً غانماً واپس آنیکے لئے دعا کرتی رہے۔ اور صاحبزادہ صاحب تو اس سفر میں اپنی درماندہ قوم کو بھول گئے ہی نہیں!

انصار اللہ کا تعلق حضرت صاحبزادہ صاحب سے ایک خاص تعلق ہے وہ آپ کیلئے کس درد اور جوش سے دعائیں کریں گے۔ اس کے اظہار کی ضرورت نہیں۔ میرا جی چاہتا ہے کہ انصار اللہ اس موقعہ پر اگر قادیان جمع ہو سکیں تو مبارک ہوگا۔ صاحبزادہ صاحب فی الحال ۱۶ ستمبر کو قادیان سے مالیرکوٹلہ وغیرہ جاوینگے۔ اور غالباً ۲۰ ستمبر تک واپس ہو کر ۲۲ یا ۲۳ کو روانہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر ہمیں یقین ہے۔ اس نے اپنے مسیح حضرت مسیح موعود کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ انی معک و مع اھلک تاہم ہمارا فرض ہے کہ ہم دعاؤں سے اپنے مخدوم کی نصرت کریں۔ اور حقیقی معنوں میں انصار اللہ ہوں۔ آمین۔ وہ خط یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میری طبیعت چونکہ کچھ دنوں نہیں مہینوں سے برابر علیل رہی ہے اس لئے جیسی کہ میری خواہش تھی۔ انصار اللہ کو تحریک نہیں کر سکا۔ مگر پھر بھی بعض دوست خاص طور سے شکریہ کے مستحق ہیں۔ میرے دوستو! آجتک کوئی انسان اس دنیا میں نہیں آیا۔ کہ موت نے آخر اسے ہم سے جدا کر دیا۔ خدا کی سب سے پیاری مخلوق انبیاء کا گروہ ہے میں دیکھتا ہوں ان کو بھی ایک مدت کے بعد اس دنیا سے رخصت ہونا پڑتا ہے۔ یہ دنیا کوشش اور محنت کی جگہ ہے اس لئے ضرور ہے کہ وہ لوگ اپنی کوششوں اور محنتوں کا پھل پانے کیلئے آخرت کیطرف بھیجے جائیں تاکہ انکی محنتیں اکارت نہ جائیں۔

تیرہ سو سال سے ایک مسیح کا انتظار ہو رہا تھا۔ بڑے بڑے اولیاء اس کی آمد کے منتظر تھے اور اس کی ملاقات کیلئے دعائیں کرتے تھے لیکن جب وہ آیا تو اکثر اس کی شناخت سے محروم رہے ہمیں خدا نے اس کے سایہ عاطفت کے نیچے جگہ دی گو ہمارے اعمال ایسے نہ تھے کہ اس احسان کے مستحق ٹھہرتے ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء آخر وہ رحمت کا زمانہ دیکھتے دیکھتے گزر گیا۔ اور وہ جسکی انتظاری تھی اور جس نے سینکڑوں سال تک اپنی آمد کی امید میں لوگوں کو لگائے رکھا تھا ہزاروں نہیں لاکھوں کو یتیم چھوڑ کر اپنے بھیجنے والے کیطرف روانہ ہو گیا۔ اس کی موت نے اس بات پر مہر لگا دی کہ جب مسیح محمدی باوجود اپنی اس عظمت کے ہمیشہ کیلئے زندہ نہ رہ سکا تو مسیح موسوی کب اس حق تھا کہ انیس سو برس تک عمر پا جاتا۔ وہ ایک قلعہ تھا جسمیں ہم پناہ لیتے تھے وہ ایک حصن حصین تھا جو ہماری حفاظت کرتا تھا۔ وہ ایک ڈھال تھی جسکے ذریعہ سے ہم تیروں سے بچتے تھے۔ وہ ایک پہاڑ تھا جس پر چڑھ کر ہم عداوتوں کے سیلابوں میں تباہ ہونے سے نجات پاتے تھے۔ وہ ایک مضبوط جہاز تھا جسکے طفیل ابتلاؤں کے سمندر کی خطرناک لہروں سے ہم مامون تھے اور یہ سب کچھ کیوں نہ ہوتا۔ کہ خدا ان لوگوں کی شان میں فرماتا ہے کہ ما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم ما کان اللہ معذبھم و ھم یستغفرون اسکی جدائی ہمارے لئے ایک ایسا ابتلا تھی کہ جس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ ہمارے لئے اس کی فرقت اس سے زیادہ خطرناک تھی جیسی کہ اس عورت کی جو شیر خوار بچے کیلئے ہو سکتی ہے جسے جنگل میں چھوڑ کر دودھ پلانے والی گزر جائے۔ وہ ہمارے لئے مایوسی کا دن تھا۔ چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہام کے ذریعہ سے خبر دی کہ اس دن لوگوں پر مایوسی چھا جائیگی۔ ہماری حالت بعینہ ویسی تھی جیسی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت صحابہ کرام کی ہوئی اور ہم میں سے ہر ایک حضرت حسان کی طرح کہتا تھا کہ کنت السواد لناظری فعمی علیک الناظر من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احاذر کہاں گئے وہ دن جب اسکی محبت بھرے کلمات ہمارے لئے آب حیات سے بڑھکر کام کرتے تھے اس کا ایک ایک لفظ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا مردوں میں حیات کے پردہ کو پھاڑتا چلا جاتا ہے اس کے منہ سے نکلی ہوئی باتوں

لئے کبھی کسی نبی کی ضرورت محسوس ہوتی تھی اور فوراً اولوں ملائکہ الہام کرتے تھے کہ جو کچھ کہتا ہے سچ کہتا ہے۔ مبارک ہیں وہ جنہوں نے ان لوگوں کا فائدہ اٹھایا اور خوش نصیب ہیں وہ جنہیں ان بابرکت کلمات کے سننے کا اتفاق ہوا۔ اب وہ زمانہ تو گذر گیا ہاں یہ زمانہ ابھی باقی ہے کہ وما کان اللہ معذبہم وانتم فیہم وہم یستغفرون۔ پس ہمارے دوستو! اٹھو کچھ کو ہاتھ سے جانے نہ دو۔ اور اپنے نفوس کی اصلاح میں لگ جاؤ بیشک دنیا اپنی سب خواہشوں کو لیکر تمہاری مخالفت پر تلی ہوئی ہے لیکن تم بھی اپنی دعاؤں کے حربہ سے اسکا مقابلہ کرو۔ اور ایک دوسرے کی دعاؤں سے مدد کرو تا اس جنگ سے [illegible] پھر دیکھو کہ پہلی امانت جو دیگئی ہے اسے پورا کرو۔ اور اپنے اعمال کی درستی کیساتھ ساتھ اسلام کی ترقی کی فکر کرو۔ یہ مت سمجھو کہ ہمیں کچھ نہیں آتا کیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تمہیں نہیں آتا۔ اور کیا اس سے بڑھکر کوئی اور تعلیم ہو سکتی ہے۔ یاد رکھو کہ اس وقت خدا نے مسیح موعود کے ہاتھ پر دنیا کو فتح کرنیکا ارادہ کیا ہے۔ پس اس سلسلہ کو وضاحت کیساتھ اور کھول کھول کر لوگوں کے سامنے پیش کرو۔ کہ آسمان کے دروازے کھلے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ تمہیں ہر قسم کی مدد کرنیکے لئے تیار ہے اگر اس کام میں تمہیں اپنی جان اور مال بھی خرچ کرنا پڑے تو کیا حرج ہے کیونکہ مومن کے کام ضائع نہیں ہوتے اور خدا کی طرف سے بے انتہا انعامات کا وہ مستحق ہوتا ہے۔ اسوقت معاملات باہمی میں لوگ بہت کچے ہیں۔ اور حساب کے پکے نہیں۔ تم انصار اللہ آئندہ سے یہ عہد کر لو۔ کہ معاملات باہمی اور حساب کتاب میں بڑے صاف رہوگے۔ یہ تمہارا امتیازی نشان ہوگا اور اگر آپ لوگ میری اس بات پر کاربند ہوں گے تو یاد رکھیں کہ خدا بھی آپ لوگوں سے امتیازی طور پر سلوک کریگا۔ اور کبھی ضائع نہیں ہونے دیگا۔ میرے اس خط لکھنے کی ایک بڑی وجہ میرا ایک ارادہ ہے۔ واللہ المستعان اور وہ یہ ہے۔ کہ میں کچھ دنوں تک چند ماہ کیلئے ہندوستان سے باہر مصر جانا چاہتا ہوں (انشاء اللہ تعالیٰ) حضرت خلیفۃ المسیح نے اجازت دیدی ہے اور ستمبر کے آخر میں خدا نے چاہا تو میں یہاں سے رخصت ہو جاؤنگا خدا خوب جانتا ہے کہ کون کون زندہ ملیگا۔ اور کہ ہماری ملاقاتیں دوبارہ اس دنیا میں ہوں گی یا اگلے جہان میں

اسلئے میں نے مناسب سمجھا کہ آپ لوگوں کو جنہوں نے خاص طور سے میرے ساتھ عہد اخوت باندھا ہے یہاں سے جاتی دفعہ اپنے درد دل سے آگاہ کرتا جاؤں۔ شاید کسی دل میں وہ آگ جو میرے دل میں ہے کچھ اثر پیدا کرے۔ اور وہ دین کی کس مپرسی کی حالت میں اسکی مدد کرے کیسا افسوس اور کیسے غضب کی بات ہے۔ کہ محمد رسول اللہ فداہ ابی و امی جیسے انسان کی دنیا ہتک کر رہی ہے۔ قرآن شریف جیسی کتاب سے تمسخر کر رہی ہے اور ہم لوگ خواب غفلت میں پڑے ہیں۔ ہمارے دل کیوں مر گئے۔ اور ہماری غیرتیں کہاں گئیں۔ خدا را کمر ہمت کسو اور اپنے اپنے رنگ میں اسلام جیسے خوشنما اور سچے مذہب کو دنیا کے سامنے پیش کر کے لوگوں سے پوچھو تو سہی کہ آخر اس میں کونسا نقص دیکھا۔ کہ جس سے تمہیں یہ شکوک پڑ گئے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں ڈیڑھ ماہ تک یہاں سے کچھ مدت کیلئے رخصت ہونگا۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ نہایت محبت اور پیار سے کام کرتے رہیں گے۔ بلکہ آگے سے زیادہ اور بہت زیادہ کوشاں رہیں گے۔ میرا دل ہر وقت آپ لوگوں کے ساتھ رہیگا۔ اور جسطرح یہاں میں آپ کیلئے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے توفیق چاہتا ہوں کہ وہ ان سے بڑھ کر دعائیں مانگنے کی وہاں توفیق دے۔ آپس میں محبت سے رہو۔ اور سلسلہ میں محبت اور پیار قائم رکھنے کی کوشش کرو۔ میرے لئے وہ نہایت خوشی کی گھڑی ہوگی جب مجھے معلوم ہوگا کہ آپ لوگوں کی کوششوں سے سلسلہ میں محبت اور پیار کی ترقی ہوئی ہو۔ اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرے۔ میرا جانا گو بہت حد تک اپنی صحت کی درستی اور عربی کی تحقیق کیلئے ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ وہ تبلیغ کیلئے بھی کوئی نہ کوئی راہ کھولدیگا۔ علاوہ ازیں کچھ اور اسباب بھی ہیں۔ جنکا ذکر کرنا شاید مناسب ہو۔ اب میں آپ لوگوں سے رخصت ہوتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کا اور ہماری جماعت کے سب لوگوں کا خواہ کہیں ہوں کسی ملک کے رہنے والے ہوں۔ عورت ہوں مرد ہوں۔ بچے ہوں بوڑھے ہوں۔ حافظ و ناصر ہو۔ آمین ثم آمین ثم آمین دنیا کیلئے نافع اور بابرکت وجود بننے کی کوشش کرو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو (خاکسار مرزا محمود احمد)

دوسرا خط:۔ برادران! السلام علیکم۔ کیونکہ یہ زمانہ اسلام پر سخت ہے اور مصائب کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں اور ہمیں بھی وآخرین منہم لما یلحقوا بہم میں داخل ہونے کا دعویٰ یا امید ہے واللہ اعلم اسلئے صحابہ کے کام بھی کریں تو تب ہی ان انعامات کے مستحق ہو سکتے ہیں۔ اس لئے باوجود اسکے کہ اسوقت ہماری جماعت پر چندوں کا ایک بار کثیر ہے میں ایک تجویز آپ لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں جو اختیاری ہوگی آپ میں سے جو چاہیں اسمیں شامل ہو جائیں ہر ایک پر لازمی نہ ہوگی۔ اور وہ یہ کہ ہر ایک جسکی آمدنی پچیس ۲۵ روپیہ ماہوار تک ہے وہ ایک روپیہ ماہوار دفتر انصار میں بھیجدیا کرے۔ اور جس کی پچیس سے پچاس تک ہے۔ وہ دو روپیہ ماہوار تک اور جس کی پچاس سے پچھتر تک ہے وہ تین روپیہ ماہوار۔ اسی طرح ہر پچیس روپیہ کی آمدنی پر ایک روپیہ کی زیادتی ہوتی جاوے۔ سال کے آخر میں ایسے آدمیوں کی ایک ایک جماعت مختلف علاقوں میں کم و بیش مدت کیلئے تبلیغ کیلئے بھیجدی جایا کرے۔ اور ہر ایک شخص اپنے جمع کردہ روپیہ کو اس سفر میں خرچ کریں۔ اسے کوئی بیرونی مدد نہ دیجاوے گی۔ مثلاً جو ایک روپیہ ماہوار دینے میں ان کا ایک گروہ بنا کر ایک پاس کے علاقہ میں مقرر کر دیا جاوے۔ جہاں وہ تبلیغ کریں۔ جو پانچ روپیہ ماہوار دیتے ہوں۔ ان کو زیادہ دور کے علاقوں میں بھیجدیا جاوے۔ بیشک یہ ایک امتحان کی تجویز ہے لیکن دین اسلام کی موجودہ حالت کیلئے ہم جو کچھ بھی کریں کم ہے اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ انصار اللہ میں سے صاحب ہمت احباب اس طرف ضرور توجہ فرماویں گے اور اللہ تعالیٰ کے ان انعامات کے مستحق بنیں گے جنکا مجاہدین سے وعدہ ہے میں سب سے اول اس مد میں اپنا نام لکھتا ہوں تا کہ یا ایہا الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون میں شامل نہ ہوں۔ و باللہ التوفیق۔ اس کے علاوہ قادیان کے دوستوں میں سے احباب ذیل نے اس میں حصہ لینے کا وعدہ کیا ہے۔ اگر یہ تجویز چل نکلی۔ تو امید ہے کہ اس سے اور بہت سے مفید کام بھی نکل سکیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ گو میں مصر چلا ہوں لیکن ابھی سے اس کام کو شروع کر دیا جاوے تا انشاء اللہ واپس لوٹنے پر عملی کارروائی جاری کیجائے۔

۲۔ اسی طرح میں یہ بھی اطلاع دیتا ہوں کہ صحابہ ہر کام میں اپنا ایک امیر بناتے تھے۔ جس کے مشورے سے سب کام کرتے تھے۔ یہاں تک کہ سفر تک میں ایک کو امیر بنا لیتے تھے۔ اور

ابتلائے ظہیر اور عفو تقصیر

تمہیدی نوٹ الحکم کے ناظرین کئی ہفتوں سے اس امر کے منتظر چلے آتے ہیں۔ کہ میں انہیں ان واقعات اور حالات سے مطلع کروں جو ہمارے مکرم بھائی مولوی محمد ظہیر الدین صاحب مصنف نبی اللہ کا ظہور وغیرہ وغیرہ رسایل کے ابتلا کا موجب ہوئے۔ ان واقعات اور حالات کا لکھنا مجھے صرف اس لئے مقصود تھا اور ہے۔ کہ انسان کے اندر بہت سی خوبیاں اور قوتیں ایسی ہوتی ہیں جو کسی خاص ابتلا کے وقت نشو و نما پاتی ہیں ایک دلیر اور شجاع انسان کے کمالات مردانہ مخفی رہتے ہیں جب تک اسے میدان کارزار میں جانیکا موقعہ نہ ملے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی پاک جماعت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کمالات جب بیان کرتے ہیں۔ تو اس سلسلہ میں یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسے موقعے دیئے کہ ان کی مخفی قوتیں ظاہر ہوگئیں۔ پس میں اگر ظہیر کے ابتلا کے حالات لکھتا ہوں تو میری فقط اتنی غرض ہے کہ جماعت کو ابتلا کی ان صورتوں سے جو بعض وقت پیش آجاتی ہیں آگاہ کردوں۔ اور اگر خدانخواستہ کسی کو کوئی ابتلا آجائے تو اسے کیا مسلک اختیار کرنا چاہیئے یا اسی سلسلہ میں انہیں یہ بھی معلوم ہوگا کہ خدا تعالیٰ نے جو خلیفہ اور امام ہمیں دیا ہے وہ کس **قوت** اور **شجاعت** کا انسان ہے۔

جہاں اس میں یہ **دلیری اور جرأت** ہے کہ وہ بلاخوف لومۃ لائم اور شماتت اعدا کی ذرا بھی پرواہ نہ کرکے ایک شخص کو جو اسے خواہ کیسا ہی عزیز کیوں نہ ہو۔ کسی ایسی غلطی کے سرزد ہونے پر جو ایک متعدی مرض کی صورت رکھتی ہو جماعت سے الگ کر دیتا ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ کے اخلاق کے ساتھ تخلق کرکے **عذرخواہی اور رجوع** پر وہ اپنے رحمت و شفقت کے بازو اس کے لئے پھیلا دیتا ہے اور بغیر کسی قسم کے پرہیز اور خوف اعتراض کے لا تثریب علیکم الیوم پکار اٹھتا ہے۔

یہ تمام امور اس واقعہ کی تفصیل میں جانیسے ناظرین کو معلوم ہونگے اور مجھے امید ہے خدا کے فضل سے وہ ان کے لئے موجب ازدیاد ایمان ہوں گے۔

ظہیر کے کچھ حالات

ظہیر الدین ایک پرجوش اور سرگرم احمدی نوجوان ہے۔ خدا تعالیٰ نے اسے **ذہانت و ذکاوت** عطا فرمائی ہے۔ **اشاعت سلسلہ** کے لئے اس کو ایک جوش دیا گیا ہے سلسلہ کی کتابوں کو اسنے غور سے پڑھا اور یاد رکھا ہے ۱۹۰۸ء میں دفتر الحکم میں اسسٹنٹ ایڈیٹر کی حیثیت سے اور پھر انچارج ایڈیٹر کی حیثیت سے اس نے جو کام کیا ہے وہ الحکم کے اس سال کے فایل سے معلوم ہوسکتا ہے۔ میں اسکی محنت اور کوشش سے خوش رہا۔ اسی دفتر میں انہیں ایام میں **فرقہ چکڑالوی** کا رد اس نے نہایت محنت اور کوشش سے لکھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے جو اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں ہوکر ہمارے بھائی تھے۔ اور آج خدا کے فضل سے ہمارے آقا ہیں۔ اس رسالہ کے متعلق یہ رائے لکھی تھی: کہ

میں نے اس رسالہ کو دیکھا ہے جہاں تک مجھے بحمد اللہ فہم ہے عزیز محمد ظہیر الدین نے اس کے لکھنے میں بہت کوشش کی ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اخلاص سے زور لگایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی محنت کو مثمر بہ ثمرات نیک کرے۔

(نور الدین ۷ جون ۱۹۰۶ء)

اس رسالہ کا اثر چکڑالوی فرقہ پر جو پڑا ہے۔ وہ اس سے ظاہر ہے کہ آجتک اس پر پانچ سال گذر گئے ہیں وہ اس کا جواب نہیں دے سکا۔ اور نہ صرف جواب سے قاصر رہا بلکہ اسی وقت سے اس فرقہ کی بنیادیں متزلزل ہوگئیں۔ اور ان میں اختلاف و شقاق اس درجہ تک پیدا ہوا کہ نوبت بہ مقدمات پہنچ گئی اور ہم خدا کے فضل سے یقین کرتے ہیں کہ وہ وقت قریب ہو کہ جب یہ باطل اپنی نحوست کو لیکر بھاگ جائیگا۔

۱۹۰۷ء کی آریہ مذہبی کانفرنس میں ظہیر بطور رپورٹر شریک ہوا۔ اور اس کے لئے ہوئے نوٹوں کی بنا پر کتاب چشمہ معرفت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھی۔ جو فی الحقیقت چشمہ معرفت ہے۔ اخبار الحکم کے سٹاف سے الگ ہونے پر بھی ظہیر نے اپنے کام تبلیغ کو نہیں چھوڑا۔ اور مختلف مقعوں پر آریوں عیسائیوں اور غیر احمدیوں۔ اور چکڑالویوں سے گفتگوئیں کرتا رہا۔ اور دید کے ظہور میں فتور۔ اور نبی اللہ کا ظہور وغیرہ عمدہ رسایل لکھے۔ جنہیں سلسلہ کے اخبارات و رسایل نے بہت پسند کیا تو شایع ہوئے۔

اختلاف رائے کی ابتدا

نبی اللہ کے ظہور میں اس امر کو ظاہر کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ظہور بطور ایک **نبی اور رسول** کے تھا اس رسالہ کے دلایل میں قرآن کریم سے استنباط اور استشہاد کیا گیا ہے۔ میں اس امر کو علی الاعلان کہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام خدا تعالیٰ نے بار بار ان کے مکالمات و ملہمات میں **نبی اور رسول** رکھا۔ اور تمام نبیوں کا بروز جری اللہ فی حلل الانبیاء کہہ کر قرار دیا یہ ایک دعویٰ تھا جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی زندگی میں زور دیتے رہے۔ اور آپ کی تصانیف اس دعویٰ سے بھری ہوئی ہیں۔ ہاں یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ یہ نبوت یہ رسالت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور آپ کی محبت و اطاعت میں گم شدگی کا نتیجہ اور اثر تھا۔ اس لئے آپ بر دحی ہوئی و **کل برکۃ من محمد صلے اللہ علیہ وسلم**۔

اس رسالہ کے بعد غیر احمدیوں کے متعلق **کفر** کی بحث ہماری جماعت میں شروع ہوگئی۔ **اختلاف رائے** جہاں تک نیک نیتی اور **اخلاص** اور اظہار الدین کے لئے ہو وہ ایک **برکت** اور **رحمت** ہوتا ہے لیکن جہاں اخلاص اور للہیت نہ ہو (خدا کرے کہ ہم اس مرض میں گرفتار نہ ہوں آمین) تو وہ رحمت کی بجائے نعوذ باللہ لعنت ہوجاتا ہے اسی وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے اختلاف کو رحمۃ قرار دیا تھا۔ اس مسئلہ **اکفار** کی بحث کے چھڑنے پر یہ ضروری تھا کہ دو فریق ہو جاتے۔ ایک فریق کا خیال تھا کہ غیر احمدی مسلمان ہیں اور دوسرا کہتا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کھلی تحریروں اور آپکے الہامات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مسلمان نہیں بلکہ کافر ہیں۔ اس بحث نے مختلف پہلو بدلے۔ خود الحکم کا ایڈیٹر بھی اس بحث میں آخری فریق کے ساتھ تھا۔ اور اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف یا آپکے جانشین خلیفۃ المسیح کی

تحریک محمودی اور الحکم کی اعانت

الحکم کے نقصان کی داستان نئی نہیں۔ اور ناظرین و سرپرستان الحکم جانتے ہیں کہ بہت ہی کم الحکم میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ الحکم کے نقصان پر بالطبع دشمنوں کو ہاں سفلہ مزاج دشمنوں کو خوشی ہونی چاہیئے تھی وہ خوش ہوئے اور ان لوگوں کو جو الحکم کیساتھ ایک محبت اور اخلاص کا تعلق رکھتے ہیں فطرتاً رنج ہونا چاہیئے تھا اور انہوں نے اسے محسوس کیا۔

سلسلہ کے دشمنوں نے الحکم کے متعلق موت کی آرزوئیں کیں مگر اب تک وہ اس سے شاد کام نہیں ہو سکے۔ یہ کوئی ربانی بھید ہے جسکو سمجھنے سے میں قاصر ہوں جن مشکلات میں سے میں گذرتا رہا ہوں اس میں کوئی کلام نہیں کہ وہ ہمت شکن اور یاس فزا ضرور ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کا کلام ہر وقت تسلی دیتا ہے کہ ان مع العسر یسرا۔ اور یاس مومن کے نزدیک نہیں آتی۔

علاوہ بریں حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی دل سے یہ چاہتے ہیں کہ الحکم جاری رہے۔ اور وہ ان مشکلات سے نکلجاوے یہ ان کی غریب نوازی ہے کہ ایک موقعہ پر انہوں نے الحکم کے ایڈیٹر کی ان مشکلات کو دیکھتے ہوئے ایک خادم کو لکھا۔ "میرا دل چاہتا ہے کہ شیخ صاحب کو آرام ملے" دوسرے موقعہ پر جبکہ میں بہجوم افکار سے چاہتا تھا کہ الحکم کے متعلق قطعی فیصلہ کروں تو آپ نے ازراہ لطف فرمایا کہ تم کوشش کرو اللہ اس نقصان کی تلافی کردیگا ایسی حالت میں جبکہ الحکم کی موت کے وارنٹ پر میں دستخط کردینے کو طیار رہتا۔ آپ نے اس کے احیا کے لئے میری ہمت بندھائی۔ اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے غیب سے ایسے سامان مہیا کر دیئے کہ الحکم کی زیر باریوں اور نقصانات میں کچھ کمی ہوگئی۔ اس موقعہ پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ احد نے مجھے ایک رقعہ کے ذریعہ تحریک فرمائی کہ سرپرستان الحکم **اگر دس دس روپیہ بطور اعانت دیدیں تو الحکم کے نقصان کی تلافی ہو سکتی ہے**۔ اور اس تحریک کو آپ نے عملی رنگ میں شروع کر دیا۔

یہ تحریک الحکم میں ایک مرتبہ نکلکر رہ گئی۔ میرا ارادہ تھا کہ میں ایک سرکلر لیٹر کے ذریعہ الحکم کے نازبرداروں کو اس سے آگاہ کردونگا مگر بعض مشکلات کی وجہ سے آجتک وہ چٹھی شایع نہیں کر سکا۔ صرف چند احباب کو بھیجی گئی تھی جنہوں نے نہایت شوق سے اس کو پڑھا اور تحریک محمودی میں حصہ لیا۔

جن بزرگوں نے اس مد میں آجتک الحکم کی اعانت میں قدم بڑھایا ہے ان کے نام ذیل میں درج ہیں۔

میں چاہتا ہوں کہ وہ لوگ جنہوں نے الحکم کی اسوقت تک باوجود اس کی بیقاعدہ اشاعت کے اس کی سرپرستی کرنا اپنا فرض سمجھا ہے اور اس کی پرانی اور پہلی خدمات کی اس وقت تک بھی ان کے دلمیں قدر ہے۔ اور جو چاہتے ہیں۔ کہ الحکم کا بقا اور قیام۔ ایڈیٹر الحکم کی شخصیت سے وابستہ نہیں بلکہ اس کی زندگی اور موت کا اثر قوم پر پڑتا ہے۔ اور قوم اس کے بقا و استحکام کیلئے اخلاقی طور پر ذمہ وار ہے وہ فرض شناسی سے کام لیں۔ میرے مخاطب ہی اور صرف وہی لوگ ہیں جنہوں نے اسوقت تک الحکم کو اپنا پیارا خادم سمجھا ہے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے ایک تحریک کی۔ جو لوگ حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف کی تحریکوں کو بارآور کرنیکے لئے اپنی کوششوں سے کام لینے کی آرزو رکھتے ہیں۔ وہ اس تحریک میں شامل ہو جاویں۔

یہ تحریک حضرت صاحبزادہ صاحب کی مخصوص ہے [illegible] بقا و استحکام کے خیال سے ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح **دل سے چاہتے ہیں** کہ الحکم اپنی اسی شان سے شایع ہو جیسے پہلے ہوتا تھا۔ انہیں اس کی موجودہ حالت پر دکھ ہوتا ہے۔ اس لئے میں چند دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ میرا ہاتھ بٹائیں۔ میں بار بار اپیلیں کرنیکا عادی نہیں ہوں اور ایک حق شناس قوم کی اس میں گو نہ ہتک ہے کہ ایک ضروری کام کیطرف انہیں بار بار توجہ دلائی جاوے پس آپ اٹھیں اور اس نیک کام میں میرے مددگار ہوں۔ ان تنصروا اللہ ینصرکم و یثبت اقدامکم۔

میں اس سلسلہ میں کچھ اور کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتا ہاں اس قدر اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ الحکم کے بہت سے خریدار ایسے بھی ہیں جنکے ذمہ الحکم کا بقایا ہے اور اس بقایا رقم کی تعداد بھی معقول ہے اگر یہ سب بزرگ فرض شناسی سے کام لیں اور اپنے اپنے ذمہ کا بقایا ادا کردیں تو اس نقصان میں بہت بڑی تلافی ہو سکتی ہے۔ علاوہ بریں دفتر الحکم کی موجود کتب کے خریدنے سے بھی اعانت کی ایک صورت نکل آتی ہے اور الحکم کے پرانے فایل (جو گویا سلسلہ کی زندگی کی تاریخ امین ہیں اور جنمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات۔ مکتوبات اور الہامات کے علاوہ بزرگان ملت کی تقریریں۔ مباحثے۔ فتاوی اور مکتوبات درج ہیں) بھی ایک بیش قیمت ذخیرہ کی صورت میں ہیں فایل صرف وہی لوگ لے سکتے ہیں جو ان گرانمایہ [illegible] قدردان اور جوہر شناس ہیں۔ پس جو لوگ تحریک محمودی کے ذیل میں اعانت کرنیکی [illegible] نہ رکھتے ہوں وہ مطبع کی کتابوں یا اخبار کے پرانے فایلوں کی خریداری کیصورت میں اسوقت کارخانہ کی مدد کر سکتے ہیں۔ بالآخر میں اللہ تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ رکھتا ہوں کہ [illegible] نقصان کی تلافی ہو چکی ہے باقی بھی اسکے فضل سے [illegible] سعادتمند اور مبارک ہوں گی وہ ارواح جو اس [illegible] کو حاصل کریں گی

ان احباب کے اسماء گرامی جنہوں نے تحریک [illegible] میں حصہ لیا

جماعت گمٹالیاں (۸) ...	للعہ	[illegible]	[illegible]
حافظ عبد المجید صاحب منصوری ...	عہ	بابو [illegible] صاحب	[illegible]
مولوی خضر علی صاحب ہیڈ کنسٹبل پولیس ...	عہ	حافظ غلام [illegible]	[illegible]
میاں غلام رسول صاحب تیم ...	عہ	[illegible]	[illegible]
سید حیات علی شاہ صاحب [illegible] ...	عہ	برادرم [illegible]	[illegible]
بابو حسن محمد صاحب ٹھیکیدار ...	عہ	سید [illegible]	[illegible]
ڈاکٹر سید تارا شاہ صاحب ...	عہ	[illegible]	
حافظ نور احمد صاحب [illegible]	عہ	شیخ غلام [illegible]	[illegible]
چوہدری غلام محمد صاحب گوندل	عہ	بابو عبد الرزاق [illegible]	
شیخ ہاشم علی صاحب [illegible]	عہ	[illegible]	

بھائی کے لئے اور محض تربیت اور اظہار حق کے خیال سے اس کو علیحدہ کر دیا۔ لیکن اس کی رجوع پر اس کی خطا کو معاف کیا۔ اور دونوں صورتوں میں دکھا دیا کہ الحبّ للّٰہ والبغض للّٰہ کے یہ معنے ہیں۔

پس ظہیر کو ابتلا آیا یہ ابتلا اس کی معرفت اور دوسروں کی ایمانی حالت کے بڑھانے کا ذریعہ تھا۔ سعادت اور فضل کے فرشتے اس کی تائید نہ کرتے۔ تو اسے رجوع کی توفیق کیونکر ملتی؟ وہ شخص بڑا ہی خوش قسمت ہوتا ہے جو ابتلا میں سے صحیح وسالم نکل آوے۔ بعض لوگوں نے اس کے ابتلا سے فائدہ اٹھا کر اُسے بہکانا چاہا۔ اور قریب تھا کہ شیطان اپنی ذریت کے ذریعہ اس کے ایمان پر پنجہ مارتا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے اس کو بچایا مجھے معلوم ہے کہ بعض لوگوں نے چاہا کہ وہ ان ایام ابتلا میں سلسلہ کی مخالفت میں کچھ لکھے۔ لیکن جو اس سلسلہ کو منہاج النبوۃ سمجھتا تھا۔ اور بصیرت کیساتھ اس زمانہ کے رسول پر ایمان لا چکا تھا اور اس کی رسالت کی تبلیغ میں اُسے دکھ پہونچا ہو۔ وہ اس باطل پر کیونکر منہ مار سکتا تھا۔ ہاں یہ سب کچھ خدا کے فضل سے ہوا۔ میں اس ابتلا میں **ثابت قدم** رہنے پر اپنے **عزیز بھائی ظہیر** کو مبارکباد دیتا ہوں۔ دنیا میں **حق گو۔ حق جو**۔ لوگ ہمیشہ ابتلاؤں میں ڈالے گئے ہیں۔ اور یہ ابتلا ان کی بہتری کا موجب ہوئے ہیں وہ اگر لوہا تھے تو ابتلاء آگ میں پڑ کر فولاد بن گئے۔ اور اگر سونا تھے تو کندن بن نکلے۔ اب میں صرف ان خطوط کو درج کر دیتا ہوں۔ جو اس نے حضرت کو لکھے۔ اور انکا جو جواب حضرت نے فرمایا۔ چونکہ معافی اور اعلان اخراج شایع ہو چکا ہے۔ اب مکرر اندراج کی ضرورت نہیں۔

خط اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حضرت بزرگوارم جناب خلیفۃ المسیح سلمکم اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

نوازشنامہ آپ کا ملا۔ جواباً عرض ہے کہ اس اعلان سے اگر آپ کا مطلب صرف عبد اللہ تیماپوری اور یار محمد سے ہی تھا تو کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ اس اعلان میں ہر دو صاحبوں کے ناموں کو لکھوا دیتے۔ تاکہ لوگوں کو غلط فہمی کا موقع نہ ملتا۔ آج یہ پہلا دن ہے جو مجھے معلوم ہوا کہ اس اعلان سے مراد آپ کی صرف تیماپوری اور یار محمد کے اشتہارات سے تھی۔ ورنہ قبل ازیں جس شخص سے میں نے اس اعلان کے متعلق دریافت کیا اس نے یہی کہا کہ وہ اشتہار تمہارے (اس عاجز کے) متعلق ہے۔ خیر مضیٰ مامضیٰ۔

امید ہے کہ جیسے آپ نے میری طرف لکھا ہے اسی طرح مفتی صاحب ایڈیٹر بدر کو بھی آپ حکم دیدیویں گے کہ وہ ناظرین اخبار کو بتلا دیں کہ وہ اعلان صرف تیماپوری اور یار محمد کے متعلق تھا۔ ظہیر کے متعلق اس میں اشارہ بھی نہ تھا۔

بزرگوار! آپ کو شاید معلوم نہیں۔ آپ کے اس اعلان کے حوالہ سے ایک جگہ جمعہ کے خطبہ میں یہ بیان کیا گیا کہ ظہیر نے جو کتاب لکھی ہے وہ حضرت مسیح موعود کے دعاوی کے بالکل خلاف ہے اور احمدیت سے اس کتاب کو کوئی تعلق نہیں۔ احمدی احباب کو چاہیئے کہ اس کتاب کیطرف کوئی توجہ نہ کریں اور اس لغو کتاب کو بصد نفرت ردی کی ٹوکری میں پھینکدیں اور ہرگز نہ پڑھیں وغیرہ وغیرہ بلکہ شیخ الٰہی بخش تاجر کتب مرحوم کو بلا کر کہا گیا کہ یہ کتاب ہرگز نہ بیچیں۔ اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح نے اعلان کر دیا ہوا ہے وغیرہ وغیرہ

میرے مکرّم معظّم مہربان! اصل میں بات کچھ اور ہوتی ہے لیکن احباب کچھ اور ہی مشہور کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ایکدفعہ اس خط کے بارہ میں جو عزیزم اخی محمد سعید نے میری طرف لکھا تھا۔ حضور نے فرمایا تھا کہ اس خط نے میرا دل جلا دیا ہے لیکن بعض احباب نے جن کے نام نامی میں ظاہر کرنا ناپسند کرتا ہوں یہ مشہور کر دیا کہ خلیفۃ المسیح نے ظہیر کو کہا کہ تم نے میرا دل جلا دیا ہے"۔ بلکہ بعض نے یہ بھی کہا کہ اگر حضرت خلیفۃ المسیح آپ کے متعلق ایسے فقرات نہ بولتے۔ تو جلسہ سیالکوٹ میں آپکا لیکچر بھی ضرور رکھا جاتا لیکن فلاں فلاں اشخاص نے بتلایا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح آپ پر بہت ناراض ہیں۔ اس لئے آپ کے لیکچر کے لئے جو تجویز تھی وہ ادھوری رہ گئی۔

اسی طرح میرا وہ خط جو کتاب نبی اللہ کا ظہور شایع ہونے سے بہت پہلے آپ کی خدمت بابرکت میں بھیجا گیا تھا اور جس میں میں نے اپنے عقیدہ کا یوں اظہار کیا تھا۔ کہ چونکہ حضرت مسیح موعود کی وحی منزل من اللہ میں اوامر بھی ہیں اور نواہی بھی۔ اور رسول اللہ اور نبی اللہ کہکر انہیں پکارا گیا ہے۔ اس لئے انہیں صاحب رسالت یا صاحب شریعت بھی کہا جا سکتا ہے۔ اور وہ صاحب شریعت ہیں! ۔

میرا یہ خط جن چند احباب کو آپ نے دکھایا ہے ان میں سے بعض نے میرے خط پر آپکے ایسے ایسے ریمارکس سنائے۔ کہ الامان۔ الامان۔

بزرگوار! **مجھے آپ کے بعض اعتقادات سے اختلاف ہے۔ اور جب تک آپ میرے اعتقادات کا غلط ہونا ثابت نہ کر دیں گے تب تک میں اپنی عقاید پر قایم ہوں**

چنانچہ اب لاہور میں جو آپ نے حضرت مسیح موعود کے منکروں کا صحابہ رضؓ کے منکروں کے برابر ہونا بیان کیا ہے اس میں بھی میرا آپ سے اتفاق نہیں۔ کیونکہ صحابہ کا دعوےٰ نبوت اور رسالت کا ہرگز نہ تھا بلکہ حضرت ابوبکر کا بھی یہ دعوےٰ ہرگز نہ تھا کہ وہ مامور من اللہ یا نبی اللہ ہیں تو پھر ان کا انکار ایک نبی اللہ کے انکار کے مساوی کیسے ہو سکتا ہے؟

بزرگوار! آپ بھی تو خلافت کے مدعی ہیں اور اپنے آپکو حضرت ابوبکر کا مثیل قرار دیتے ہیں اور آپ کے اس دعویٰ کے منکر روافض کے مثیل سمجھے جاتے ہیں۔ تو پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ حضرت مسیح موعود جری اللہ فی حلل الانبیاء کے منکر اور آپ کے منکر ایک ہی درجہ پر کیسے سمجھے جاویں؟ اور میں تو قسم کھا کر شہادت دے سکتا ہوں کہ آپنے میرے سامنے اقرار کیا تھا کہ آپ کوئی مامور من اللہ نہیں ہیں (یعنے حضرت خلیفۃ المسیح) تو پھر بزرگوار! ایک غیر مامور من اللہ۔ اور مامور من اللہ۔ ہر دونوں کا انکار ایک جیسا کیسے ہو سکتا ہے؟

تقریروں سے جو کچھ اس مسئلہ کے متعلق حق سمجھا وہ وہی تھا جو دوسرے فریق کی رائے تھی یہ بحث بہت لمبی ہوئی اور آخر یہی وہ اختلاف رائے تھی جو ظہیر کے ابتلا کا موجب ہوئی اسی اثنا میں بعض اور مسایل جیسے مسئلہ **شفاعت** وغیرہ کے متعلق بھی تبادلہ **خیالات** ہوا کیا۔ لیکن دراصل عظیم الشان مسئلہ مسیح موعود کی **رسالت** اور **نبوت** اور مسیح موعود کے منکروں کی پوزیشن کا تھا۔ اسی سلسلہ میں قدرت ثانیہ کے مجنون مدعی اور **خلافت** کے ایک چونکنے والے مدعی کی بعض تحریروں کی **اشاعت** کا سوال پیش آ گیا جس پر حضرت **خلیفۃ المسیح** کو ایک اعلان کرنا پڑا غلط فہمی سے بعض نے اس اعلان کو ظہیر کی کتاب بنی اللہ کے ظہور کے متعلق قرار دیا۔ اور اسطرح یہ اختلاف کی خلیج بڑی ہو گئی تاہم ان تمام کی جڑ دراصل مسئلہ **الفاظ** ہی تھا!۔

ابتلا کا ظہور

گزشتہ ایام میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک وعدہ کے ایفا کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح لاہور تشریف لے گئے تو آپ نے لاہور میں تین تقریریں فرمائیں۔ وہ تقریریں اخبار الحکم میں حضرت خلیفۃ المسیح کی **اصلاح** اور درستی کے بعد شایع ہو چکی ہیں ظہیر ان میں سے بعض تقریروں کے وقت لاہور میں موجود نہ تھا۔ اور الحکم میں وہ تقریریں ابھی شایع نہیں ہوئی تھیں۔ کہ لاہور کے اخبار **زمیندار** نے ایک نوٹ شایع کر دیا۔ جس سے غلط فہمی پیدا ہوئی۔ اسی نوٹ کی بنا پر پیسہ اخبار میں ایک شرمناک افترا سے لبریز مضمون شایع کیا گیا جس میں نہ صرف حضرت **خلیفۃ المسیح** کا حضرت مسیح موعود سے اس مسئلہ کفار میں اختلاف اور تفاوت ظاہر کیا گیا۔ بلکہ نعوذ باللہ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منکر کہا گیا۔ اس کی تردید ایڈیٹر الحکم نے حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد اور ہدایت سے **زمیندار** میں ایک کھلی چٹھی کے ذریعہ کر دی۔ ظہیر نے **زمیندار** کے نوٹ سے متاثر ہو کر جوش سے کام لیا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح سے خط وکتابت شروع کر دی اور یہی ابتدا تھی اس ابتلا کی۔ ظہیر نے زمیندار کا وہ حصہ کاٹ کر ایک کاغذ پر چسپاں کر کے حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور میں بھیجا حضرت نے اس کو جواب دیا وہ نہایت معقول اور درست تھا۔ ظہیر نے روایت سے تو کام لیا مگر درایت کے اصول کو چھوڑ دیا۔ وہ اگر زمیندار کے اس اصول اور طریق پر جو **سلسلہ عالیہ احمدیہ** سے وہ برتتا چلا آیا ہے غور کر لیتا تو اسے یہ دقت پیش نہ آتی۔ مگر اس نے جوش سے کام لیا۔ اور اسی جوش میں وہ یہ غور بھی نہیں کر سکا۔ اس نے حضرت کی خدمت میں جو خطوط لکھے ان میں جرأت اور دلیری سے کام لیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح غالباً جو تیسویں پشت میں حضرت **فاروق اعظم** رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں اور اسی منصب خلافت کے حامل ہیں۔ اگر فاروق کے دربار میں ایک بوڑھیا فاروق کی زبان سے بہتر کلام مجید جاننے کا اقرار کرا سکتی ہے اور ایک بدوی اپنی سادگی کیساتھ باوجود فاروقی **سطوت** اور **شوکت** کے بے محابا کلام کر سکتا ہے اور حق کا فدائی اور صداقت کا فرزند فاروق اسکی جرأت پر داد دے سکتا ہے۔ تو **نورالدین کے دربار** میں میں نے خود گھنٹوں آزادی کیساتھ بعض مسایل کی تنقید ہوتی دیکھی ہے اور خود بھی بعض معاملات میں عرض کرنے سے پرہیز نہیں کیا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ انہیں باتوں نے میرے جیسے دل و دماغ کے لوگوں کو یقین دلایا ہے۔

کہ یہ خلافت کی مسند کا جایز حقدار ہے

حضرت خلیفۃ المسیح نے ان خطوط کو نہایت حوصلہ اور تحمل سے سنا اور مناسب وقت جواب دیا۔

ابتلا کی تکمیل

اسی خط وکتابت میں جوش کی رو میں ظہیر الدین نے یہ بھی ظاہر کر دیا کہ مجھے آپ کے

بعض اعتقادات سے اختلاف ہے پر حضرت خلیفۃ المسیح کو اسے جماعت سے الگ کرنا پڑا لیکن بعد میں جب اُسے سمجھ آئی۔ اور اسنے رجوع کیا۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح نے اُسے معاف کر دیا۔ اور اپنی خوشی کا اظہار کیا۔ میں اس امر کے اظہار میں کوئی مضایقہ نہیں پاتا۔ کہ ظہیر الدین نے **نفاق** سے کام نہیں لیا۔ ان غلط بیانات کی بنا پر جو آپ کی تقریر کے متعلق **زمیندار** میں شایع ہوئے اسے **اختلاف** نظر آیا۔ وہ **حقیقت الوحی** اور حضرت کی دوسری تصانیف میں ایک مسئلہ کو کھلا کھلا حل شدہ پاتا تھا۔ اور دوسری طرف ایک اخبار **خلیفۃ المسیح** کے حوالہ سے ایک ایسی بات شایع کرتا ہے جو اس سے صریح مخالف ہے تو ایسی حالت میں ایک **شخص کا حق** تھا کہ وہ صراحت اور صفائی سے اپنے دلی عقیدہ کا اظہار کر دیتا۔ میں نے مسیح موعود علیہ السلام کی مجالس میں بارہا سنا کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ:۔

اگر کوئی شبہ دلمیں پیدا ہو تو اُسے فوراً اگل دینا چاہیے

ورنہ وہ سخت مضر ہوتا ہے۔ پس ظہیر الدین نے اگر اس کے استفسار میں جرأت کی تو یہ اسکی **ایمانی غیرت** کی دلیل ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح نے جو اس کا جواب دیا وہ نہایت معقول اور ان کی **ایمانی شجاعت** کے جوہر ظاہر کرتا ہے۔ لولا انہیں اگر مریدوں کی ضرورت ہوتی تو ایک خادم کو الگ نہ کرتے مگر پرواہ نہیں کی آپ کا خط پڑھ کر دل جانی محبت سے بھر جاتا ہے۔ میں اب اس مضمون کو لمبا کرنا نہیں چاہتا۔ افسوس ہے کہ بعض خطوط نہیں ملے ورنہ یہ مضمون مکمل ہو جاتا۔

اس سے پہلے کہ میں اس خط وکتابت کو درج کروں اتنا اور کہنا چاہتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے ظہیر کو معاف کر دیا۔ اور آپ اس پر خوش ہو گئے۔ آپنے اُسے لکھ کر دیا۔ کہ **لا تثریب علیکم الیوم**۔ اگر اس کے بعد کوئی شخص اس کے متعلق ایسی بات کرتا ہے جو اس ابتلا سے تعلق رکھتی ہو وہ یقیناً غلطی کرتا ہے اور حضرت کی اس تحریر کے خلاف کرتا ہے۔ **التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ**۔ ظہیر کی غلطی آداب مرشد کے سلسلہ میں تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے مذہب کے متعلق اس کو کوئی شک وشبہ نہ تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اسکی

بزرگوار! آپ نے تو میرے روبرو یہ بھی بیان کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود جو تمام لوگوں سے صرف **احمدؑ** کے نام پر بیعت لیتے رہے تھے۔ تو اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ سچ مچ احمدؑ تھے اور قرآن کریم میں جو احمدؐ کی پیشگوئی ہے۔ وہ صرف حضرت صاحب کے حق میں ہے۔ اور عرب کی کسی صحیح تواریخ سے یہ پتہ ہرگز نہیں چلتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ نے اپنے آپ کو کبھی احمد کہا ہو۔ یا کہا لکھوایا ہو یا اہل مکہ اور مدینہ انہیں احمد سمجھتے ہوں۔ اور نہ قرآن مجید میں ہی لکھا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ہی احمد ہیں۔۔۔۔۔۔ اس پر آپ سے کسی نے سوال کیا تھا کہ اگر احمدؐ کی پیشگوئی کے مصداق صرف حضرت مسیح موعود ہی ہیں تو پھر حضرت مسیح موعود نے خود اپنی تصنیفات میں کیوں بار بار حضرت محمد رسول اللہ کو احمدؐ کر کے لکھتے ہیں جس کا جواب آپ نے یہ دیا تھا کہ وہ کوئی وحی الہی سے نہیں لکھا۔ اور یہ کہ سمجھانے کے ہی طریق ہوا کرتے ہیں۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو لوگ بے سوچے سمجھے زیادہ شور مچا دیتے۔ اب آہستہ آہستہ سمجھ جاویں گے۔ اور اسقدر کہنے کے بعد پھر آپ نے مجھ سے اسبارہ میں دریافت کیا تھا جسکے جواب میں عرض کیا گیا کہ جو کچھ حضور نے فرمایا ہے وہی درست ہے۔ اور پھر میں نے کتاب نبی اللہ کا ظہور کیطرف اشارہ کرکے جو کہ اسوقت حضور کے پاس تھی یہ عرض کی تھی کہ میں نے ٹائیٹل پیج پر انا ارسلنا احمدؐ الی وحی الہی۔ اس لئے لکھی ہوئی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ ہی قرآنی پیشگوئی والے احمدؐ تھے۔ جسکو پڑھ کر آپ خاموش ہو گئے۔ اور اسی دلن میں نے آپکا یہ عقیدہ اخبار الحکم میں بھی شایع کرا دیا تھا۔ بزرگوار!۔ آپ تو حضرت مسیح موعود کو سلسلہ میں داخل سمجھتے تھے۔ لیکن اب آپ نے لاہور میں احمدی فرقہ کو بھی دیگر اسلامی فرقوں یعنی حنفیوں رافضیوں وغیرہ کیطرح ایک فرقہ قرار دیا ہے۔ جس سے مجھے بہت ہی تعجب ہے۔ بزرگوار! آپ جو چاہیں کہیں اور لکھیں کیونکہ آپنے ایک جماعت کی حفاظت کا ذمہ لے رکھا ہے میں تو:۔

لا الہ الا اللہ احمدؐ رسول اللہ کا بھی قایل ہوں اور قرآن کریم کی آیت قل ان کنتم تحبون اللہ ۔۔۔۔۔۔ فاتبعونی۔۔۔۔۔۔ سنانے کی بجائے اس فاتبعونی والی آیت کو پڑھنا مقدم سمجھتا ہوں جو احمدؐ رسول پر نازل ہوئی۔ مجھے افسوس ہے کہ چودہ ماہ گذر گئے۔ مگر باوجود وعدوں کے پھر بھی آپ نے کتاب نبی اللہ کا ظہور کے متعلق کچھ نہ لکھا۔ خدا آپ کا حافظ ہو۔ آمین

(خاکسار نیاز مند محمد ظہیر الدین بدلہ الدین ظہیر الدین مورخہ ۲۲ جون ۱۹۱۲ء)

حضرت خلیفۃ المسیح کا خط ظہیر کے نام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا لمبا چوڑا خط مجھے پہونچا ہے۔ آپ ایک جوان آدمی ہیں۔ اور میں بڈھا ہوں۔ آپ کو خوب فرصت ہے اور میں عدیم الفرصت ہوں۔ آپ نہ میری مجلس میں رہے اور نہ میری طرز تعلیم کو پایا۔ آپ کا یہ فقرہ کہ آپ کے بعض اعتقادات سے مجھے اختلاف ہے"۔

آپ کی طبیعت میں تیزی بھی ہے۔ میری مخالفت میں آپ مستقل ہیں مگر آپ ویسے مستقل نہیں۔ مجھپر جتنے اعتراض چاہو کر لو۔

آپ کے خط میں اناپ شناپ باتیں بہت بھری ہوئی ہیں۔ اس لئے آپ سے میں آیندہ اب خط وکتابت کرنے کو پسند نہیں کرتا۔ آپ کا چونکہ میرے اعتقاد سے بھی اختلاف ہے۔ جیسا کہ آپ نے لکھا ہے۔

اسواسطے آپ کو میں احمدی نہیں سمجھتا نہ مریدین میں شمار کرتا ہوں نہ آپ سے تعلق ہے نہ آپ سے مجھے رنج ہے۔ آپ کو باتیں بنانی آتی ہیں۔ آپکی جو خواہش ہے وہ اعلان بدر میں درج کرا دونگا۔

مگر آپ کا طرز کلام ومضمون جو آپنے خط میں اختیار کیا ہے مجھے بہت ہی ناپسند ہے۔ خیر ہر کس بخیالی خویش مختار۔

جہاں عقاید میں باہم اختلاف ہو۔ تو پیری مریدی کیا بلا ہے۔ آپ آزاد ہیں۔ (والسلام نورالدین ۱۰ جولائی ۱۹۱۲ء)

دوسرا خط

السلام علیکم

روحانی تعلق بڑا نازک ہوتا ہے۔ آپ نے صاف مجھے لکھا ہے کہ "میں عقاید میں آپ کا مخالف ہوں"۔ تو پھر میری سمجھ میں بھی نہیں آسکتا کہ میرے عقاید کے تو آپ مخالف کے مخالف ہی رہیں اور مرید بھی۔ اور میں اوپر اپنی زندگی میں منافقانہ طرز کو اختیار کر لوں۔ میں پیری ومریدی کا خواہشمند نہیں ہوں نہ ایسی نمبرداری کا مجھے شوق ہے۔ ہاں جب کوئی میرے ہاتھ پر توبہ کرتا ہے۔ تو اس وقت میں اس تعلق کے سبب سے جو اسکا میرے ساتھ ہو جاتا ہے گواہ ہو جاتا ہوں۔ اور تڑپ تڑپ کر دعائیں کرتا ہوں کہ اللہ تعالے اس کو استقامت عطا فرما دے۔ آمین

کوئی ایسی مصلحت الہی ہے جو میں کتابیں لکھا نہیں کرتا بفضلہ تعالے میں لکھنا جانتا ہوں۔ آپنے کتاب نورالدین فصل الخطاب۔ تصدیق براہین احمدیہ کو ملاحظہ کیا ہوگا۔ اور آپ کو پتہ لگ گیا ہوگا کہ مجھے بھی لکھنے کا ڈھب آتا ہے باوجود اس کے میں نے کبھی کوئی رسالہ اپنی جماعت کیلئے نہیں لکھا۔ اس کے بہت اسباب ہیں۔ منجملہ ان اسباب کے ایک یہ بھی سبب ہے کہ مبادہ کسی رسالہ میں یا میری کسی تحریر میں کوئی ایسا فقرہ جو کسی کے خیال میں حضرت کی تحریر کے مخالف ہو تفرقہ اور مخالفت کا باعث نہ بنجاوے بڈھا ہوں مدت سے بیمار ہوں۔ ضعیف ہوں۔ زندگانی کا اعتبار نہیں۔ میں تو ہر روز رات کو مرتا ہوں۔ حیاتی کا تو کسی کو بھی علم نہیں۔ پس میں اپنے ان تھوڑے دنوں میں اس چھوٹی سی جماعت میں تفرقہ کرنا ناپسند سمجھتا ہوں۔ اس کو آپ اخلاقی کمزوری یا عدم جرأت یا کوئی نیک نیتی سمجھ لیویں میں عدیم الفرصت لہذا آپ کو لکھنے کا شوق ہے۔ اور لکھنا آتا ہے۔ آپ مجھے خط نہ لکھا کریں۔

آپ نے لاھور میں جو ہدیہ مجھے دیا تھا آپ اسکی نسبت تعجب کریں گے کہ میں نے ابتک وہ روپیہ الگ کا الگ کر رکھا ہے۔

بحمد اللہ میں کماتا ہوں اور دوکان بظاہر طب کی بنائی ہوئی ہے۔

تمنے لکھا ہے کہ میری طرف اس میں اشارہ ہے۔ میں نے لکھا ہے کہ اس میں آپ کی نسبت اشارہ نہیں ہے حالانکہ میں اپنی طرز میں مناسب نہیں سمجھتا تھا۔ مگر جسکیطرف اشارہ تھا۔ اسکا نام بھی آپکی طرف لکھدیا۔ مگر پھر بھی آپ نے بڑی صفائی سے لکھدیا کہ نورالدین کے عقاید سے میں مخالفت رکھتا ہوں۔ اور ان عقاید پر میں بڑا مضبوط پہلے

میاں ظہیر الدین ایک بات میں نے صاف صاف لکھدی آپ صبر فرماتے۔ خوش ہو جاتے۔

مخالفت کے تذکرہ کی آپ کو کیا ضرورت تھی۔ ہمارے عقاید وہی ہیں جو قرآن کریم میں لفظ ایمان اور کفر کے نیچے مندرج ہیں۔ ایمان کے ماتحت جو کچھ مذکور ہوا۔ اسپر میرا ایمان ہے والحمد للہ اور جو کفر کے لفظ کے نیچے ہیں انسے مجھے دلی انکار ہے الحمد للہ رب العلمین۔

(نور الدین ۱۱۔ جولائی ۱۹۱۲ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان بعثت

(نمبر دوم)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان بعثت کے اظہار کے لئے میں گذشتہ نمبر میں ذکر کرآیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا جو کلام آپ پر نازل ہُوا وہ واضح الفاظ میں آپکی شان کو ظاہر کر رہا ہے۔ اور اس کا پیش کر دینا زیادہ موزون ہوگا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو **درجہ** اور **شان** آپ کی قایم کی ہے وہ ایک ایسا مقام ہے۔ کہ **انسانی عقول** اس کو سمجھ بھی نہیں سکتی ہیں۔ چنانچہ خود اللہ تعالےٰ نے فرمایا:

انت منی بمنزلۃ لا یعلمہا الخلق

یعنے تو میرے نزدیک اس منزل اور مقام پر ہے جسکو خلقت نہیں جانتی۔

اگر ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل شدہ کلام کو خدا تعالیٰ کا کلام یقین کرتے ہیں اور یعجد اللہ کرتے ہیں تو اس وحی میں جو مرتبہ اور مقام آپ کا بتایا گیا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اسی کے اظہار کو ہم اپنی زندگی کا نصب العین قرار دیں اور کبھی اوسکی مقام پر اس کے اظہار سے نہ رکیں۔ ہم جانتے ہیں کہ لوگ ان باتوں کو سننے کی برداشت نہیں کر سکتے اور وہ گھبراتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کے لئے یہ باتیں عجیب ہیں۔ اور ایسے **دعاوی** محض بلند پروازی نظر آتے ہیں اور آنے بھی چاہئیں۔ کیونکہ وہ خود اس مقام اور مرتبہ سے بے نصیب اور ناواقف ہیں۔

ہمارے سامنے سوال یہ ہے کہ کیا ہمکو حضرت مرزا صاحب کی تبلیغ کو آفاق میں پہونچانا ضروری ہے یا نہیں؟ اگر ضروری ہے تو کیا آپ کو اس رنگ میں پیش کرنا چاہیئے جو خدا تعالےٰ نے آپ کی بعثت کا رکھا ہے یا ہم خود اپنی طرف سے ایک بات بنا کر پیش کر دیں محض اس خیال اور خوف سے کہ ہم اگر حضرت مسیح موعود کا وہ مقام اور مرتبہ پیش کریں گے تو دنیا ہماری مخالفت کرے گی۔ اور ہم مجلس سے نکالدیئے جائیں گے۔

میرے دوستو! مبارک ہے وہ وجود جو خدا تعالےٰ کے لئے اور اس کے رسول کی عزت کے اظہار کے لئے بے عزت کیا جاوے اس لئے کہ وہ بیعزت نہیں ہوتا۔ کیونکہ

تمام عزتیں تو اللہ اور اسکے رسول کا حق ہیں

پس ایسی بیعزتی پر دنیا کی لاکھوں اور کروڑوں **وجاہتیں** قربان اور لا انتہا عزتیں نثار ہیں۔

تم حضرت مسیح موعود کے دامن سے وابستہ ہو کر **صحابہ** کے مثیل اور نظیر اپنے آپ کو قرار دیتے ہو اور سلسلہ میں حضرت مسیح موعود کی جماعت کو صحابہ کی جماعت کا مثیل قرار دیا گیا ہے۔ مگر یہ تو بتاؤ اور سوچکر بتاؤ کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے **دعاوی** کو دنیا کے سامنے پیش کرنے سے پرہیز کیا؟ انہوں نے تلواروں کے سایہ میں بھی **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پکارا۔ اور دنیا کی کوئی طاقت کوئی وجاہت انہیں نہ روک سکی کہ وہ اس کے اظہار سے رک جائیں۔ کوئی لالچ کوئی خوف اُن کی راہ میں روک نہ تھا۔ جب انہوں نے یقین کر لیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فی الحقیقت خدا کا نبی ہے اور رسالت کے عظیم الشان منصب پر مامور ہو کر آیا ہے اونہوں نے اس پیغام کو آفاق میں پہونچا دیا۔ اور آج تک کرہ ہوا میں پانچوقت

اشہد ان محمد رسول اللہ کی صدائیں گونجتی ہوئی سنائی دیتی ہیں۔ وہ اگر دنیا کی مخالفت سے ڈرتے اپنی مصلحتوں کو مصالح علیہ پر مقدم کرتے تو یقیناً **اسلام** کا نام لیوا کوئی نہ ہوتا۔ یہ خیالی اور فرضی باتیں نہیں واقعات ہیں اور حقایق ہیں اسوقت خدا تعالےٰ نے جس سلسلہ کو قایم کیا ہے۔ اس نے چاہا ہے کہ آفاق میں اسکی تبلیغ پہونچے۔ اب تم **زندہ خدا۔ زندہ مذہب۔ زندہ رسول۔ اور زندہ کتاب** کے نام اپنی تحریروں تقریروں میں لیتے ہو اور **پلیٹ فارموں** اور **پریس** کے ذریعہ تمہاری یہ آوازیں گونجتی ہیں۔ مگر انصاف کرو اور سوچکر بتاؤ کہ یہ اصطلاحیں **تم نے کہاں سے سیکھیں اور وہ کون ہے جس نے یہ زندگی کی روح پیدا کی؟**

یقیناً ایک ہی وجود ہے جسکو تم **زندہ خدا۔ زندہ رسول۔ زندہ مذہب۔ اور زندہ کتاب** کے ثبوت کیلئے پیش کر سکتے ہو۔ اور وہ وہی **وجود** ہے۔ جو **مسیح موعود** علیہ الصلوٰۃ والسلام کا **وجود** ہے

اس وقت وہ مصایب اور مشکلات ہمیں نہیں ہیں جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت تھے **حکومت** کیطرف سے آزادی **مذہب** اور **امن عامہ** کی برکت ہمیں حاصل ہے ہر قسم کی سہولتیں تبلیغ کے لئے ہمیں مل چکی ہیں۔ پھر وہ کونسی بات ہے جو ہمیں حضرت مسیح موعود کے **دعاوی** کو دنیا میں پیش کرنے سے روک سکتی ہے۔ اگر تم **حضرت مسیح موعود** علیہ کی کتابوں کو بار بار پڑھتے۔ آپکی **صحبت** سے پورا فایدہ اٹھاتے۔ تو تمہیں معلوم ہو جاتا کہ وہ اپنی تصنیفات میں کس بات پر زیادہ زور دیتا ہے **اصلاح نفس** انسان کے لئے مقدم اور ضروریات ہے۔ مگر کیا اصلاح **نفس** اور گناہ **سوز فطرت** **ایک مامور من اللہ پر کامل** ایمان اور اس کے **اعجازی نشانات** کو دیکھنے کے بدوں پیدا ہو سکتی ہے؟ خدا تعالےٰ کی **ھستی** اور وجود پر ایمان ہی

ان نشانات سے پیدا ہوتا ہے جو اس کے مامور کے ہاتھ پر سرزد ہوتے ہیں۔ جیسے پہلے بھی کہا ہے۔ کہ اگر محض اخلاقی تعلیم مقصود ہوتی تو کبھی خدا کی مجید کتاب میں **قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی** یحببکم اللہ نہ ہوتا۔ اور **اطاعت الرسول کو اطاعت** اللہ کا مترادف یا ہم معنے قرار نہ دیا جاتا۔ ان امور پر غور کرو اور دیکھو کہ تم نے حضرت مسیح موعود کی تبلیغ کیلئے کیا کیا ہے؟ - اپنے دلوں کو خود ٹٹولو کہ کیا وہ **دعاوی** جو آپ نے اپنی کتابوں میں خدا تعالے کے حکم اور **وحی** سے کئے ہیں انہیں بلا خوف ملک میں پیش کرنے کی جرأت کرسکتے ہو؟ اگر نہیں تو اس **کمزوری کو مصلحت بینی** اور **دانش** کے روغن قاز سے پوشیدہ مت کرو۔

ان مصلحتوں کو چھوڑ دو اور آپکے الفاظ میں آپ کے **پیام** کو جس کے اب تم حامل ہو دنیا میں پہونچاؤ۔ اللہ تعالے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے اظہار کے لئے آپ کے ایک **خادم کو اس مقام پر کھڑا کردیا**۔ جہاں بنی اسرائیل کے بعض نبیوں کو پہونچنے کا موقعہ نہیں ملا۔ اور یہ نعوذ باللہ ان کی کوئی ہتک نہیں **تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض**۔ قرآن مجید میں موجود ہے۔

میں شاید نفس مضمون سے دور جا رہا ہوں۔ اسلئے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالے نے مسیح موعود کو کس **شان** کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اور آپ کو کن ناموں سے خطاب کیا؟ یہ باتیں ہیں جنپر ہمیں غور کرنے کی ضرورت ہے۔

مجھے بعض مجلسوں میں دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ کہ جب کسی نے پوچھا کہ کیا یہ سچ ہے کہ **حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوے کیا ہے؟** تو بعض وقت ہمارے احمدی بھائی **الا ماشاء اللہ** ادعائے **نبوت** کا سوال سنکر ایسے گھبراتے ہیں کہ گویا ان کے پاس کوئی جواب نہیں اور اگر انہوں نے ذرا بھی اسکا جواب **اثبات** میں دیا تو خدا جانے کیا کیا مشکلات پیش آئیں گی۔ وہ اس کی رکیک تشریحوں کیطرف جانے لگتے ہیں اور یہ جرأت کرکے نہیں کہتے

کہ ہاں انکا نبی ہونیکا دعوے تھا۔

میں نے یہ بھی خود تجربہ کیا ہے کہ ایک بڑی سے بڑی مجلس میں جہاں لکھنو کے **عمائد موجود تھے** مجھسے بھی سوال پوچھا گیا تو میں نے بلا خوف و تردد یہہ بات کہدی کہ ہاں

انہوں نے ایسا دعوی خدا کے حکم سے کیا اور نبی تھے۔ اس میں کیا استبعاد عقلی یا شرعی لازم آتا ہے۔ تو میری اس جرأت پر نہ صرف یہ کہ وہ اس پر اعتراض نہ کرسکے بلکہ ایک بزرگ اس کی تائید اور توضیح کرنے لگے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم **حضرت مسیح موعود** کی تصنیفات کو پڑھ کر آپ کے دعاوی اور دلایل پر غور نہیں کرتے جو باتیں اسلام کا حسن اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی **کامل اتباع** کا شیریں ثمرہ ہے انہیں ہم معیوب سمجھنے لگے ہیں۔ اور محض اس خیال سے کہ لوگوں کے کان اس سے آشنا نہیں ہیں ہم ان کو منہ سے نکالتے ہوئے گھبراتے ہیں!۔

میرے دوستو! یہ یاد رکھو جو بات تمہیں خود د میں کھٹکتی ہے وہ دوسروں سے تم کیونکر منوانے کا حق رکھتے ہو۔ اگر حضرت **مہدی** کا دعوی **نبوۃ** یا **رسالت** تمہیں اپنی زبان سے کہتے ہوئے جھجک معلوم ہوتی ہے۔ تم خدارا اپنا انصاف آپ کرو کہ تمہیں اس کے ماننے میں بھی **شبہ نہیں؟** اگر نہیں تو پھر کوئی امر تم کو اس کے اظہار کیلئے روک نہیں ہونا چاہیئے۔

بہرحال اسی قسم کی ضرورتیں داعی ہوئی ہیں۔ کہ میں بتاؤں کہ حضرت مسیح موعود کیا تھے اور کیا نہیں؟ اب اس تمہید کو لمبا نہ کرکے میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالے نے حضرت مسیح موعود کو **منہاج النبوۃ** پر بھیجا۔ اور اپنے کلام سے انہیں **مشرف فرمایا** اور اس **وحی** متلو میں آپکا نام صاف صاف الفاظ میں **رسول** رکھا۔ اس لئے پہلے ہم یہیں سے شروع کرتے ہیں۔ کہ **حضرت مرزا صاحب ایک رسول تھے۔**

چنانچہ اللہ تعالے نے آپ کو مخاطب کرکے فرمایا۔

(۱) ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔

(۲) انی لا یخاف لدی المرسلون (میرے قرب میں میرے رسول کسی دشمن سے ڈرا نہیں کرتے)

(۳) کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی (خدا نے لکھکر رکھا ہے اور میں اور میرے رسول غالب رہیں گے)

(۴) و قالوا لست مرسلاً قل کفی باللہ شہیداً بینی و بینکم (اور کہیں گے کہ تو خدا کا رسول نہیں۔ کہدو میرے اور تمہارے درمیان اللہ کافی گواہ ہے۔

۵ انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولاً (ہمنے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے جو تمپر نگران ہے اسی رسول کی مانند جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا)

(۶) انی مع الرسول اجیب (میں اپنے رسول کیساتھ ہوکر جواب دونگا)

(۷) انی مع الرسول اقوم (میں اپنے رسول کیساتھ کھڑا ہوں گا)

(۸) یٰس انک لمن المرسلین (اے سردار تو خدا کا مرسل ہے)

(۹) وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین (اور ہم نے تجھے تمام دنیا پر رحمت کرنے کیلئے بھیجا ہے)

(۱۰) ما ارسل نبی الا اخزی بہ اللہ قوماً لا یؤمنون لہ (کوئی نبی نہیں بھیجا گیا جسکے آنے کیساتھ خدا نے ان لوگوں کو رسوا نہیں کیا۔ جو اس پر ایمان نہیں لاتے تھے)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت سے الہامات میں سے یہ چند الہام میں نے لکھے ہیں۔ جن میں آپ پر رسول کا لفظ بولا گیا ہے۔ اور وہ مدارج اور مراتب جو رسول اللہ سے مختص ہیں آپ کے بیان کئے ہیں۔ ان الہامات کی تشریح اور توضیح حضرت مسیح موعود کی کتابوں میں موجود

ہے پہلے اشتہار سے لیکر آخری کتاب تک آپ نے اس دعویٰ کو بڑے زور سے بیان کیا ہے چنانچہ پہلا اشتہار جو آپ نے لکھا اور شایع کیا اسکی پہلی ہی سطر میں بیان کیا

کتاب براہین احمدیہ جسکو خدا تعالیٰ کیطرف سے مولف نے ملہم و مامور ہوکر بغرض اصلاح وتجدید دین تالیف کیا گیا ہے۔

اور پھر اسی اشتہار میں کھول کر بیان کیا کہ:۔

اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے۔ اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں۔ اور ایک دوسرے سے بشدت مناسبت و مشابہت ہے اور اس کو **خواص رسل انبیاء کے نمونہ پر** محض بہ برکت متابعت حضرت خیر البشر و افضل الرسل صلے اللہ علیہ وسلم ان بہتوں پر اکابر اولیاء **فضیلت دیگئی ہے۔ کہ جو اس سے پہلے گذر چکے ہیں اور اس کے قدم پر چلنا موجب نجات و سعادت وبرکت اور اس کے برخلاف چلنا موجب بُعد و حرمان ہے**"

یہ وہ پہلا اشتہار ہے جو کتاب براہین احمدیہ کی تصنیف کے متعلق آپ نے شایع کیا۔ اس میں بھی آپ دعوےٰ رسالت ونبوت کی شان جلوہ گر ہے۔ اور اپنی اطاعت کو موجب **نجات** اور مخالفت کو موجب بُعد وحرمان قرار دیا ہے۔

ان الہامات کو پڑھ کر کس کو شک رہ سکتا ہے کہ آپ نے دعویٰ رسالت نہیں کیا۔ آپ دنیا میں ایک **رسول** کی شان سے آئے۔ لیکن ہاں یہ **رسالت** آپ کی آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل **اتباع** کا نتیجہ ہے۔ اسی میں محو اور فنا ہو کر آپ نے یہ مقام پایا۔ اور یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فی الحقیقت

زندہ نبی اور زندہ رسول ہیں!

اگر آپ کی کامل اتباع سے ایک شخص بھی **نبوت** اور **رسالت** کے مقام کو حاصل نہ کر سکتا تو پھر آپ کی اتباع نعوذ باللہ محض بے ثمر اور بے نتیجہ ہوتی۔ لیکن اس زمانہ میں حضرت مہدی نے بتا دیا کہ تیرہ سو سال کے بعد بھی اس **منبوۃ** میں **نبی سازی** کی قوت اور تاثیر موجود ہے۔ جو شخص کامل **محبت** اور پوری **فرمانبرداری** کے ساتھ **اتباع** محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں **فنا** اور **محو** ہو جاتا ہے۔ تو وہ **منبوۃ اپنی ابدی** تاثیروں اور زندگی کے دائمی چشمہ سے اس کو محروم نہیں رکھتی۔ بلکہ **آثار نبوت** سے اسکو حصّہ دیدیتی ہے۔ جسکا ثبوت اس وقت **حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام** کے وجود میں ظاہر ہوا۔

ایک مُحکم قومی اصل

خدا کے مامورین **ومرسلین** کو ایک مخلصین فی الدین جماعت طیار کرنی پڑتی ہے۔ اور اس جماعت کے بنانے میں انہیں عجیب عجیب مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ امر انبیاء کی تاریخ کے پڑھنے سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔ ہمارے اس زمانہ میں بھی خدا تعالیٰ نے اپنا ایک مامور و مرسل **احمد نام** سے ہم میں نازل کیا۔ اس کو بھی اپنی قوم کی اصلاح کے لئے اُس قسم کی تکالیف کا مقابلہ کرنا پڑا۔ جو پہلے راستبازوں کو پیش آئیں۔ مگر وہ **فوق العادۃ** استقلال اور ثبات قدم کیساتھ ان مشکلات میں سے اپنی قوم کو اس طرح نکال کر لے گیا جسطرح **ابن عمران** دریائے نیل میں سے بنی اسرائیل کو لیگیا تھا۔ اب ایک قوم **احمدی قوم** کے نام سے طیار ہوئی۔ اور یہ وہ قوم ہے۔ جس کے لئے خدا کے مامور نے یقین کیا کہ وہی **قوم** ہے جو خدا کی اس زمانہ میں **پسندیدہ اور برگزیدہ قوم خیر امّۃ** ہے۔ خدا کرے (یہ ایسی ہی ہو اور ہم اس کے سچے مصداق ہوں آمین) اس قوم میں **اتحاد** اور یگانگت کے لئے **احمد** نبی نے وہی راہیں اختیار کیں جو خدا تعالیٰ کی مجید کتاب میں موجود ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ **کوئی احمدی غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے**۔ الحکم میں اس اصل کو قوم میں رائج کرنے کیلئے بارہا مضامین لکھے گئے۔ ابھی پچھلے دنوں ایک ایسی ہی شادی کے متعلق الحکم میں ایک نوٹ لکھا گیا تھا۔ جس میں ایک **احمدی** نے کجا نتے ہوئے ایک غیر احمدی کو اپنی لڑکی دیدی۔ اور **دینی حمیّت** اور **قومی عصبیت کو دولت ووجاہت** کے قربانگاہ پر ذبح کر ڈالا۔ ہماری قوم کے اندر بھی اگر صرف دولت اور وجاہت کی ہی پرستش ہو۔ تو سخت افسوس کی بات ہے یہاں **قابل قدر** اور واجب التکریم امر تو **محض تقویٰ** ہونا چاہیئے نہ کہ دولت **اور وجاہت**۔ اس پر میں انشاء اللہ العزیز علیحدہ آرٹیکل لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں اس نوٹ کا محرک معزز اخبار بدر کے حصّہ ثانی **کلام امیر** کا صفحہ ۱۱ ہے جہاں ۹ ستمبر ۱۹۱۲ء کی ڈاک کے تحت میں ایک فتویٰ شایع ہوا ہے۔ وہ اصل الفاظ میں یوں ہے۔

جو غیر احمدی کو لڑکی دے

ایک شخص نے دریافت کیا کہ جو **احمدی** کسی **غیر احمدی** کو اپنی لڑکی کا ناطہ دے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ **فرمایا جو غیر احمدی کو لڑکی دے وہ احمدی ہی نہیں اس کے پیچھے نماز کیسی**!"

یہ فتوےٰ جو **امیر المومنین** نے دیا ہے اور اس کو معزز ہمعصر بدر نے کلام امیر کے ماتحت میں شایع کیا ہے +

امیر المومنین نور الدین ایدہ اللہ بنصرہٖ نے یہ نیا اجتہاد نہیں کیا اسکا اور ہمارا آقا **سیدنا احمد علیہ السلام** جو خدا کا **مسیح** اور مہدی تھا۔ یہ فتوےٰ پہلے دے چکا ہے اور اس نے اس امر کی ممانعت کی تھی کہ غیر احمدیوں کو لڑکیاں نہ دی جاویں۔ الحکم نے یہ بھولی ہوئی بات ایسے وقت یاد دلانے کی جرأت کی جبکہ ایک احمدی اس غلطی سے ... ارتکاب کر چکا تھا

باگا ولد شہابو بافندہ۔
فضل الدین و میراں بخش پسران دتا قصائی۔
امام الدین و مہر الدین پسران رمضان لوہار
سندہی ولد جانی قصائی۔ کریم بخش ولد سلطان لوہار
عمر الدین ولد جیوڑل لوہار۔
رحیم بخش ولد مستوذ بافندہ۔
ناکو و حاکو پسران الہیا بروالہ۔
میراں بخش ولد الہیا بروالہ۔
نبو و فقیر پسران گھسیٹا حجام
نبی بخش ولد شہید بخش فقیر۔
احمد ولد مائی ماشکی۔ دہنتو ولد گنگا مراسی
علی بخش و فرید بخش و نتھو پسران دان حجام
بوہڑ سنگھ و گنیا سنگھ پسران جیون سنگھ ترکہان
جیونا و برکت علی پسران عمرا راجپوت
رجو و منگو پسران جیتا موچی۔
جیند و شاہ ولد بہی شاہ۔
نتھا سنگھ ولد مہر سنگھ جٹ
کرم الدین ولد باناں بافندہ
متاب و نظام الدین و گلو و محو پسران کمال ارائیں
مہر الدین و قطب الدین پسران مجو ارائیں
مہرو علمان پسران مصطفے ارائیں
وزیر الدین ولد امیر الدین پسران بڈہا آرائیں۔
مانک و لبھو پسران الہی ارائیں۔
فضل الدین ولد وارث آرائیں
جاموں ولد عمرا رنگریز۔ جماں و فجا پسران امام بخش
شنو ولد جماں ارائیں
ماہی ولد بہاگا ارائیں
مہاں و شادی۔ امام الدین پسران جیوا ارائیں
نکو ولد غلامی آرائیں۔
شادی و مہر الدین پسران چوہڑ
شفی و جاموں۔ و فتح الدین پسران محکم الدین ارائیں
خیرو ولد مراد ارائیں۔
بڈہا و فضل الدین و عمر الدین پسران جانی ارائیں

جیون ولد بسا ترکہان۔
پیرانڈتا ولد کاکا ترکہان۔
علی بخش ولد گلاب ترکہان
اسا سنگھ و پرتاب سنگھ پسران شیر سنگھ لوہار
چوہڑ شاہ ولد مولی شاہ۔
ابراہیم و دینو پسران فتح الدین گلکو۔
شرف الدین ولد بڈہا گلکو۔ فقیر ولد شادی گلکو
نتھو ولد بھاگو گلکو۔ لوٹا گلکو
عبد اللہ۔ بہاگ۔ چوہڑ۔ پسران جہنداں گلکو
باگو۔ جاموں۔ روڈا۔ بہاگو۔ پسران امام بخش ماشکی۔
جیونا والو ولد الہیا گرم ہ۔
مولا بخش۔ میر علی پسران غلام نبی قریشی۔
شاہ علی ولد خیراتی قریشی۔
پیرانڈتا و چراغ و متاب پسران بوٹا بافندہ
چھجا گلکو۔ لوڑا ولد پانا بافندہ۔
روڑا ولد سگو۔ سدہیا ولد غلام رسول بافندہ
عمرا ولد پیرا بافندہ۔ بڈہا تیلی
پیر محمد علی شاہ صاحب سید۔ گاماں تیلی۔
شاہ چراغ صاحب سید ولد صابر علیشاہ سید
عنایت اللہ و عبد اللہ۔ ولایت۔ پسران امام الدین قاضی
میر محمد و منظور الحق پسران شمس الدین قاضی۔
غلام قادر ولد فضل الٰہی قاضی
امام دین ولد امیر بخش راجپوت
متاب۔ زرگر۔ لبھو ولد مہیاں ترکہان
گوجر و وگر ولد موہن لال۔ ہرگوپال ولد کالو برہمن۔
جیجو رام و مکرج پسران جاکو کھتری
ہزاری مل ولد سورج مل کھتری۔
بشنداس ولد گورداس برہمن۔
پنڈت بشنداس و بہگوان داس۔ ہری رام۔ ہری کشن۔
پسران لچھمن داس برہمن
ہنسراج ولد بڈہا کھتری لبھو ولد جیدیال حلوائی
دیوان و ساوا سنگھ۔
سکہرام داس۔ دہنپت رام۔ جسپت رائے پسران نامعلوم

لبو رام ولد ہرنا مداس برہمن۔
دہنپت رام و لشنداس پسران سنت رام۔
ہری رام۔ دہنپت رام۔ دیوان چند پسران بہگت رام
لالہ نرن پت۔ بیلی رام پسران جوالا رام۔
ہیمراج و لال چند پسران جسپت رائے
میلا رام ولد راجیداس۔
ہنسراج و دیوانچند۔ امرناتھ۔ پسران دہنپت رام
میلا رام ولد دولو۔
گنگا رام۔ دولت رام۔ پسران درباری مل۔
ملاوال۔ و گنیا لعل پسران موہن لال۔
میلا رام۔ جیکشن داس۔ پسران دیوی دتامل۔
لالہ بھوٹا مل ولد مولراج کھتری
بیلی رام ولد بوٹا مل کھتری۔
شنکرداس و دہنپت رام پسران کانشی رام۔
کرم چند و مہیاں سنگھ پسران ہتل چند
ہری رام ولد لال چند۔
موہن لال و میلا رام پسران گلاب سنگھ۔
نہال چند ولد ہری رام کھتری۔
چھجو رام ولد لشنا مداس۔ متاب ولد بوٹا ارائیں
دیا رام ولد گلاب سنگھ پنڈت۔
لالا رام ولد لچھمنداس برہمن۔
گوپال داس۔ و بشنداس۔ پسران پنڈت تلسی رام برہمن
سری نا تہہ و گوردت پسران پنڈت شنکرداس۔
مہیا سنگھ ولد گہنیا سنگھ کمبو۔
میتا و بڈہا کمبو۔ آتو ولد بوٹا کمبو۔
لبھو ولد لولو جولاہ۔ جیمل و جیون خاکروب
لبھو۔ چنگو۔ خاکروب۔ لہنا و گہنیا پسران ہری خاکروب
ہیرا و باگو۔ پسران چہنڈو خاکروب
لہنا و گورا و مادر و چہنڈو خاکروب

مہر عدالت

بچوں کی تندرستی!

والدین کیلئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ بچہ اگر تندرست نہ ہو سست اور بھوک ختم ہو گئی ہو۔ تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہیئے۔ اسکے دودھ میں چند قطرے ملا کر پینے سے بچہ میں فرق ہو جاتا ہے۔



جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔ استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے۔ ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی۔

فصلی بخار اور طحال کی دواء

یہ دوا چھبیس سال سے سارے ہندوستان میں استعمال کیجاتی ہے۔ اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم کے علاج کرا کے تنگ آگئے ہوں۔ تو اس مجرب دوا کو ایک مرتبہ ضرور منگا کر استعمال کریں۔ اس میں چند فایدے لاجواب ہیں یہ ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے۔ اس لئے تین چار یا پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے۔ اور یہ خون کو گاڑھا کر دیتی ہے اور تلی کو گھٹاتی ہے قیمت شیشی کلاں ۱۲؍ محصولڈاک ۶؍

داد کا مجرب مرہم ایک مرتبہ کے لگانے سے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے دو تین مرتبہ کے لگانے سے یکدم اچھا ہو جاتا ہے قیمت فی ڈبیہ ۴؍ محصولڈاک ایک سے ۶ ڈبیہ تک ۵؍ اور بارہ ڈبیہ تک ۶؍ نوٹ فرمائش کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

بعدالت منصف صاحب درجہ دوم بٹالہ

۵۸۲

مہرالدین ولد غلام محمد قوم راجپوت کھوکھر و مولوی شادی داد جان محمد کشمیری و چوہدری گوردت سنگھ ولد رائے سنگھ کمبو ساکنان قادیان و بہاگو شاہ ولد گوربخش رائے و برنام سنگھ ولد لبنا سنگھ رامگڑھیہ ساکنان

مدعیان

بنام محمد اکرم بیگ ولد افضل بیگ سب انسپکٹر امرتسر و مسماۃ سردار بیگم بیوہ افضل بیگ بذریعہ محمد بیگ مختار عام - احمد دین ولد علی محمد - نور دین ولد میران بخش و عبدالرحیم نومسلم ولد چندا سنگھ مولوی محمد دین بی۔اے و[illegible] گھسیٹا۔ محمد اسمٰعیل [illegible] ولد نامعلوم قوم شیخ ساکنان قصبہ قادیان تحصیل بٹالہ مدعاعلیہم

دعوے استقرار حق اس امر کا کہ جو انتقال اراضی دو کنال ۱۶ - مرلہ نمبری خسرہ ۲۳۰/۲ و ۲۳۰/۵ - مندرجہ بندوبست ۱۸۶۵ء نمبری خسرہ ۹ حق بندوبست ۱۹۱۰-۱۹۱۱ بعوض مبلغ دوسو اکیس ۲۲۱؍ روپیہ بذریعہ بیعنامہ مورخہ ۲۳ - ۱۰-۱۱ - مدعاعلیہم ۱ و ۲ نے بحق مدعاعلیہم ۳ تا ۸ کیا ہے۔ کالعدم اور بے اثر قرار دیا جاوے۔ اور یہ بھی قرار دیا جاوے کہ اس کو ایسا کرنے کا کوئی حق حاصل نہ تھا۔

مقدمہ مندرجہ بالا میں مدعیان نے درخواست دی ہے کہ مندرجہ ذیل فہرست کے اشخاص کا اراضی متنازعہ میں حق ہے۔ اسلئے بذریعہ اشتہار ہذا زیر آرڈر ۱ رول ۸ مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ تاریخ ۲۲ - اکتوبر ۱۹۱۲ء کو حاضر عدالت ہذا ہو کر فریق مقدمہ ہونا ہو تو ۲۲ - اکتوبر ۱۹۱۲ء کو ہو جاویں۔

آج بتاریخ ۱۲ - اکتوبر ۱۹۱۲ء بثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت ہذا سے جاری کیا گیا۔

فہرست اشخاص واقعہ قصبہ قادیان

مرزا سلطان احمد صاحب۔ مرزا محمود احمد صاحب

مرزا بشیر احمد و مرزا شریف احمد پسران مرزا غلام احمد صاحب

مرزا گل محمد ولد مرزا نظام الدین صاحب۔

مرزا غلام اللہ ولد نواب بیگ پسران گامان بیگ

میران بخش ولد چند ترکھان۔

مرزا رمضان بیگ ولد کمنڈا بیگ

مرزا رحمت علی ولد رحیم بیگ۔

عاکو بیگ ولد گامان بیگ۔

فضل حسین ولد محمد علی سید

نور احمد و عمر بخش کشمیری۔

محمد بخش ولد کرم بخش قاضی

چراغ دین و رحیم بخش و کمال الدین پسران کمال شیخ

کمال ولد روشن شیخ۔

حسینا ولد دین محمد شیخ

بوٹا ولد نامعلوم۔ محمد بخش ولد نامعلوم

محمد بخش ولد منگل۔ امام الدین ولد کمان بافندہ

چراغدین ولد شادی بافندہ - الہ دین ولد تابہ بافندہ

پیراندتا ولد فریدا زرگر۔ عبداللہ ولد ہنڈا شیخ۔

مالک و چراغدین پسران حکیم الدین حجام - کریم بخش ولد نور احمد شیخ

فیروز الدین ولد امیر شیخ۔ عبدالکریم ولد جامول بافندہ

دین محمد ولد کھیون - شادی و برکت و مراد علی پسران عیدا کھوجہ

عمر الدین ولد صوبا ترکھان - فضل الدین ولد دینا حجام

منگل ولد فتا حجام - مقبو ولد بوڑا حجام -

حسین بخش ولد چہان وزری - فضل الدین و حسین بخش ولد نامعلوم

تراب علی و مراد علی پسران شہاب الدین راجپوت

نانک ولد جہان - [illegible] ولد [illegible] قاضی

علی محمد ولد غلام نبی قاضی - شیخ [illegible] ولد گامی قاضی -

چندو و گنڈو ولد نتھل ترکھان - کیسول [illegible] برہمن

منگل سنگھ و دہری سنگھ گابو ولد ٹوٹو [illegible]

جسو ولد بکر مہرہ - عالم شاہ ولد رود شاہ [illegible]

احمد ولد مالی بافندہ - عبدالعزیز ولد شیرا

منگا ولد عارف بافندہ - جیند ولد الہی بخش [illegible]

فرید بخش و نظام الدین پسران سجیدا و رہبلی -

نہیں۔ کیا اچھا ہو کہ اس تقریب کی ایک یادگار ر اٹلیبٹ پارک کے رنگ میں قایم کیجاے۔ مجھے یہ امید کرنی چاہیئے کہ رؤسائے بٹالہ اور میونسپل کمیٹی اس کمی کو ملکر پورا کرنے کی کوشش کرینگے اس پر مفصل پھر لکھا جاویگا۔ (ایڈیٹر)

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت الحمد للہ اچھی ہے اب جمعہ کی نماز حضرت خود پڑھاتے اور خطبہ پڑھتے ہیں۔

(۲) حضرت صاحبزادہ صاحب قبلہ کے ایک خط سے معلوم ہوا کہ آپ ساکنان قادیان سے کہتے ہیں کہ قادیان والوں پر میرے کچھ حقوق ہیں۔ کیا وہ میرے لئے دعا کریں گے؟ میں کہتا ہوں کہ آپ کے سلسلہ عالیہ کے ہر فرد پر آپ کے حقوق ہیں۔ کیوں سلسلہ کا ہر فرد آپ کے لئے دعا نہ کریگا؟ بہرحال صاحبزادہ صاحب اپنی قوم سے

دعاؤں کی مدد کی امید کرتے ہیں

(۳) خواجہ صاحب کے لئے بھی دعاؤں کی بہت ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت سلامتی کیساتھ تبلیغ سلسلہ کا موقع عطا فرماوے۔

(۴) آجکل دسہرہ کی تعطیلات پر اکثر احباب تشریف لاکر قادیان کی روحانی نعمتوں سے بہرہ اندوز ہو رہے ہیں

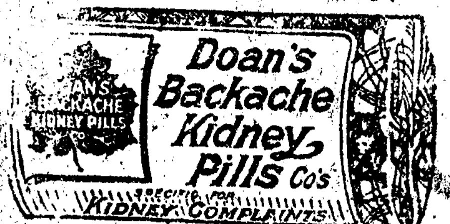
(۵) میری صحت اچھی نہیں رہتی رمضان آگیا ہے عشرہ اس وقت تک کسی کسی رنگ میں بیمار رہتا ہوں احباب دعا کریں اس خادم دیرینہ کی اعانت فرماویں

(۶) مستورات میں دینی اور مذہبی مذاق اور سلسلہ کی عام واقفیت کیلئے دفتر الحکم سے احمدی خاتون نام ایک رسالہ جاری کردیا گیا ہے جسکو اسوقت تک احباب نے پسند فرمایا ہے۔

(۷) نواب صاحب قبلہ بعافیت تشریف لے آئے۔

صحت کسطرح حاصل کرنا

(آجکل زیادہ تر بیماریوں کا سبب پیشاب کا تیزابی مادہ ہے کہ جسکو کمزور اور بیمار گردے خون میں سے فطرت جیسا چاہتی ہے اس طرح چھان نہیں سکتے ہیں کیونکہ اس بری جسم کی صحت کا بہت کچھ دارومدار ہے گردوں کے ضعف اور مرض کی علامات حسب ذیل ہیں۔ پشت میں درد ہونا۔ پیشاب کم آنا اور اسکا رنگ خراب یا دھندلا ہونا۔ پیاس ہمیشہ لگنا۔ جسم میں تھکان معلوم ہونا۔ دلکی کمزوری۔ دردسر۔ بیچوتکی بیماریاں۔ نظر کا دھندلا پن۔ چکر آنا۔ جوڑوں میں درد یا سختی۔ حافظہ خراب ہوجانا اور جسم کی عام نقاہت وغیرہ۔ اگر توجہ نہ کی گئی تو پیشاب کے امراض گٹھیا۔ جلندھر۔ ذیابیطس اور گردوں کا انحطاط یعنی سڑنا اور پتھری اور اس قسم کی بیماریاں کہ جنکو اکثر غلطی سے ایامی امراض خیال کئے جاتے ہیں پیدا ہوتی ہیں۔ ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈونس بیک ایک کڈنی پلس) گردوں اور پیشاب کے اعضا کو قوت بخشتی ہیں اور پیشاب کا تیزابی مادہ خون میں سے نکالنے میں مدد کرتی ہیں کہ جس سے مدد صحت حاصل ہوتی ہے۔ اگر آپ اچھے رہنا چاہتے ہوں تو گردوں کو اچھا رکھئے۔ ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈونس کڈنی پلس) جو کہ انکے لئے مجرب دوا ہیں ان کو اچھا رکھیں



دو روپیہ بارہ آنہ یا چھ شیشیوں کے بارہ روپیہ تمام دوا فروش فروخت کرتے ہیں یا فوسٹر مکلن کو۔ پی۔ او۔ باکس ۲۰ بمبئی کے پاس سے۔

ڈوان کا مرہم (ڈونس اینٹمنٹ) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو فوراً کم ہوجاتی ہے۔ اور اکثر وقت تو ایک ہی ڈبیا چھاجن بواسیر (باہر نکلی ہوئی یا خونی) سرخ مادہ۔ کھر جا۔ کیڑے۔ چنبل۔ داد۔ اور جلد کی سب طرح کی سوزش۔ پھنسیں۔ شور۔ اور خارش وغیرہ کو بہت بگڑی ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے کے لئے کافی پائی گئی ہے۔ تمام دوا فروش کے پاس۔ قیمت ۱۲ آنہ دو روپیہ ...

عذر

میری بیماری کی وجہ سے اخبار کی اشاعت میں غیر معمولی تعویق ہوئی۔ (ایڈیٹر)

سچائی کا جھنڈا

دستکاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی و طراری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں۔ اول آزمائو پھر منگواؤ بھلا اس میں دھوکہ ہے!

قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے یہ اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاء اللہ مفید ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر اگر تسلی ہو تو طلب فرمایئے۔ قیمت فی بکس عہ

طلاء طلسمی

ابتدائی سالی اور جوانی کی غلط کاریوں سے جو امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہونچتی ہے۔ ہمارے اس طلاء سے فایدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاء اللہ اس کو پائیں۔ قیمت ۶ ماشہ ...

سرمہ سلیمانی

آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانے والا قیمت فی تولہ ۸

منجن دندان

دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا قیمت فی بکس عہ

حکیم ... حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

لاہور سے ماسٹر ولی اللہ صاحب خلف الرشید حافظ ہدایت اللہ صاحب مشہور پنجابی شاعر کی وفات کی خبر پہونچی ماسٹر صاحب کی ابھی تک تازہ تالیف ... کیلئے آئی تھی فالج کے ناگہانی حملہ سے وہ جانبر نہ ہوسکے ماسٹر صاحب ایک زبردست البلقلم تھے پیسہ اخبار میں سلسلہ کے متعلق اکثر مضامین مخالفوں کے جواب میں لکھا کرتے تھے۔ جوان مرگی بابا ہدایت اللہ صاحب کی آخیر عمر میں بڑا صدمہ ہے اور ایسے بڑے صدمہ پیا ہے صبر اور رضا بالقضا کا اجر بھی عظیم ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل۔ مرحوم کا جنازہ غائب جگہ پڑھا جاوے

اور اندیشہ تھا کہ یہ بدعت قوم میں خدانخواستہ پھیل نہ جائے۔ اور بطور نظیر کمزور طبیعت کے لوگ اس سے فایدہ نہ اٹھائیں۔ الحکم نے اپنی آواز دلیری کیساتھ بلند کرنے میں مضایقہ نہ کیا۔ اگرچہ اس کے جواب میں الحکم کے اڈیٹر پر ہمارے ان مہربانوں نے جن کو اس شادی کے ساتھ تعلق تھا خوب آوازے کسے۔ اور اسے بدگو اور تفرقہ انداز کہا گیا۔ مگر میں اس حسن کلام اور اتفاق و اتحاد کو اس بدگوئی اور تفرقہ پردازی پر قربان کرنے کو طیار ہوں جو قومی بھلائی اور اصول سلسلہ کی تائید میں ہو۔

اب حضرت امیر کے فتوی کے بعد ایسے لوگوں کو شرم آجانی چاہیئے

میری روح وجد کرتی ہے کہ آخر حق کی فتح ہوئی۔ اور میری کسی تحریک کے بدوں حضرت امیر نے اس سوال کو ہمیشہ کے لیے حل کر دیا۔ اب اس کے بعد احمدی قوم کا کوئی فرد انشاءاللہ ایسی غلطی کرنے کی جرأت نہ کریگا۔ یہ یاد رکھو کہ غیر احمدی کو لڑکی نہ دینا احمدیت کی ایک خصوصیت ہے۔ اور یہ خصوصیت ایسی ہی خصوصیت ہے جیسے غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کی ہے۔ یہ حد بندیاں ہیں جن کا ہمیں احترام کرنا چاہیئے۔ اور جب تک ان حدود کا احترام ہم کرتے ہیں۔ اسوقت تک ہم خدا کے فضل سے ہر قسم کے فتنہ سے محفوظ ہیں۔

پس ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ جماعت کو آگاہ کر دیں کہ حضرت امام نے جو امور بطور اصل الاصول کے بیان کئے ہیں۔ انہیں ہر وقت مدنظر رکھو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ (آمین)

عذر

میری بیماری کیوجہ سے اخبار کی اشاعت میں غیر معمولی تعویق ہوئی۔ (اڈیٹر)

الحمدللہ بٹالہ کا جھگڑا صاف ہوگیا

پچھلے دنوں جو ناگوار قضیہ جھٹکے کے سوال کی صورت میں بٹالہ میں پیدا ہوگیا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ ہمارے ضلع کے بیدار مغز اور معاملہ فہم ڈپٹی کمشنر جناب میجر اے۔ سی ایسٹ صاحب بہادر کی خوش تدبیری سے صاف ہوگیا۔ اور بٹالہ کے ہندو مسلمان شرفا نے میجر صاحب کے مشفقانہ مشوروں سے فایدہ اٹھایا اور دونوں بھائی گلے ملگئے۔ ہندو مسلمانوں کی متفقہ تجویز اور رضامندی سے ایک باغ میں جھٹکا کیلئے جگہ مقرر ہوگئی ہے۔ اور ۱۷ - اکتوبر ۱۹۱۲ء کو شرفا بٹالہ نے ملکر اس اتحاد و اتفاق کی خوشی کی تقریب میں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو ایک گارڈن پارٹی دی۔ صاحب موصوف دورہ پر تھے۔ مگر محض اس پارٹی کی شمولیت کیلئے ۲۰ میل کا سفر گھوڑے پر طے کرکے بٹالہ پہنچے۔ تحصیل کے سامنے کے سرکاری باغ میں نہایت عمدگی کیساتھ پارٹی کیلئے انتظام کیا گیا تھا۔ یہ انتظام جو جناب تحصیلدار صاحب کی نگرانی میں .... سکرٹری صاحب میونسپل کمیٹی

اور میاں احمد علیخان صاحب اور جناب صاحبزادہ فیض محی الدین صاحب اور رائے صاحب بالچند اور دیگر ہندو مسلمان رؤسا بٹالہ کی متفقہ کوشش سے ہوا۔ ہر طرح تسلی بخش تھا ہندو مسلمان اور عیسائی احباب کیلئے جدا جدا ماکولات و مشروبات کا انتظام سیر چشمی سے کیا گیا تھا۔ پانچ بجے کے قریب صاحب موصوف مع کپتان صاحب پولیس تشریف لائے انگریزی باجے نے سلامی دی۔ مختلف اوقات میں باجہ بجتا رہا۔ صاحب موصوف نہایت خوش اور خنداں تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو اس اتحاد سے از بس خوشی ہے۔ آپ نے ظاہر فرمایا کہ چونکہ یہ جلسہ محض تفریحی ہے اسلئے گذشتہ باتوں کی یاد اب بھول جانی چاہیئے اور کسی تقریر کی ضرورت نہیں۔ جناب تحصیلدار صاحب نے صاحب ممدوح کی اس خواہش کو عمدگی کیساتھ حاضرین پر ظاہر فرمایا اور اسکے بعد سب لوگ کھانے پینے کے شغل میں مصروف ہوگئے جب تک صاحب ممدوح پارٹی میں شریک رہے نہایت خندہ پیشانی کیساتھ مختلف مفید اور کار آمد امور پر گفتگو کرتے رہے اور بے تکلفی کیساتھ اپنی رعایا کے معزز افراد سے ملتے رہے۔ میں دیکھتا تھا کہ صاحب ممدوح کے چہرہ سے مسرت ٹپکتی تھی آخر میں ہندو مسلمان کیطرف سے متفقہ شکریہ کا اظہار کیا گیا۔ بٹالہ کے ہندو مسلمانوں کو میں اس نیک تقریب پر مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے اپنی گم کردہ متاع کو پالیا۔ بٹالہ اس قسم کے قضیوں سے ہمیشہ پاک ہی تھا۔ سوء اتفاق جیسے یہ دھکا یہاں کے اتحاد کو لگا مگر خدا تعالیٰ کے فضل نے دونوں کے ہندو مسلمانوں کو بچا لیا غالبًا یہ نوٹ نامکمل رہجائیگا اگر میں یہ ذکر نہ کروں کہ میجر اے۔ سی ایسٹ صاحب بہادر کی صائب تدبیری کے بعد بٹالہ کے نئے تحصیلدار منشی امداد بیگ خانصاحب نے عملی رنگ [illegible] دینے کیلئے اپنی مسلمہ قابلیت سے کام لیا۔ منشی امداد بیگ خانصاحب ایک مسلم فہیم اور باوجود اپنے رعب کے ہر دلعزیز شخص ہیں۔ آپکے تدبر حسن انتظام اور رعایا پروری کی جہاں جہاں آپ رہے ہیں ہمیشہ تعریف ہوتی ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ برٹش نظام حکومت کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اور ہندو مسلمانوں کے اتحاد کے سچے دل سے حامی ہیں چنانچہ میجر اے سی ایسٹ صاحب بہادر کے بعد جس شخص کو بٹالہ کے معاملات کو صاف کرا دینے کا کریڈٹ حاصل ہے وہ منشی امداد بیگ صاحب کا وجود ہے۔ انمیں مستعدی فرض شناسی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اور باوجود اس کے نمائش اور تکلف سے پاک ہیں حافظ آباد سے تبدیل ہونے پر رؤسائے شہر نے آپ کو ایک الوداعی پارٹی دینے کی از بس خواہش کی۔ مگر آپ نے ان لوگوں کی محبت اور اظہار محبت کے اس طریق کا شکریہ کرکے اس کو رد کر دیا۔ بہرحال جو خلیج بٹالہ کے ہندو مسلمانوں میں شروع ہوگئی تھی وہ [illegible] تعالیٰ نے اپنے فضل سے بالکل پر کر دی ہے اور آیندہ اس قت تعلقات میں [illegible] ہوگئی ہے یہ تحصیلدار صاحب کی بہترین کوششوں کا عملی ثمرہ ہے جو انہوں نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی زیر ہدایات اس مقدمہ کیلئے کی ہیں۔ جسکے لیے بٹالہ کی تحصیل اپنے آپ کو ایسے نیک دل افسر کے ماتحت خوش قسمت پاتی ہے۔ ہر ایک نیک دل اور امن خواہ ہمسایہ کی یہ دلی دعا ہے کہ یہ تعلقات دن بدن مضبوط ہوں۔ آمین، میں اس نوٹ کو ختم کرتے ہوئے اگر یہ کہوں تو جا نہ ہوگا کہ بٹالہ میں عام تفریح کے لئے کوئی پارک یا عمدہ باغ

ٹریکٹ سیریز

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے کچھ عرصہ پیشتر یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ شائع کئے جاویں تاکہ تبلیغ اسلام اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت عام ہو سکے۔ اور اس مقصد کے لئے آپ کے دل میں ایک زبردست تحریک اور جوش تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ جوش اور تحریک بے اثر نہیں رہی۔ اس تحریک سے متاثر ہو کر بعض دوستوں نے چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ لکھ کر شائع کئے ہیں۔ جن میں سے اس وقت تک دو میری نظر سے گذر چکے ہیں۔ ایک صوفی غلام محمد صاحب بی اے نے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ پر لکھا ہے اور دوسرا حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہوری نے شائع کیا ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تقریر جو آپ نے ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو بعد نماز جمعہ ایک سوال کے جواب میں کی تھی درج ہے۔ یہ تقریر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کے الحکم میں درج ہو چکی ہے اس ٹریکٹ کے اخیر میں تعلیم القرآن یا آیۃ اسلام ایک مکتوب کا ایک حصہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پنڈت کھڑک سنگھ پر اتمام حجت کی غرض سے لکھا تھا۔ اور جسکو الحکم نے بڑی محنت سے حاصل کر کے ۳۰ ستمبر ۱۹۰۳ء کو شائع کر دیا تھا۔ قریشی صاحب نے ان ہر دو مضامین کو نہایت خوبصورت چھاپکر شائع کیا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ ایک لاکھ اسے شائع کیا جاوے۔ اگر احباب اس میں امداد کریں اور یہ ضرور شائع ہونا چاہئے مجھے اس ٹریکٹ کو دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی اور الحکم کی خدمات کی توفیق کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور میرا سر جھک گیا۔ آج شاید ابھی وقت نہیں کہ لوگ اس کی پوری قدر کر سکیں۔ مگر وقت آئیگا کہ الحکم نے سلسلہ کی تاریخ کو سطر سطر محفوظ کرنے کی توفیق پائی ہے وہ عزت کی نظر سے دیکھی جائیگی۔ خدا کے مامور کی وہ باتیں جو ہوا میں اڑ جاسکتی تھیں الحکم اور صرف الحکم کو وہ فخر ملا کہ اس نے ان کے محفوظ کرنے کے لئے خدا تعالیٰ سے توفیق پائی۔ اور آج وہ دوسروں کے لئے بھی کیسا آسان اور معمولی کام ہے۔ قریشی صاحب نے اس سے پہلے الحکم کی شائع کردہ حضرت حکیم الامۃ خلیفۃ المسیح کی تفسیر سورۃ جمعہ کو بھی نہایت خوشخط شائع کیا تھا۔ بہرحال یہ ٹریکٹ شائع ہو چکے ہیں ایڈیٹر الحکم نے بھی ایک ٹریکٹ ایک تحریک پر لکھا ہے جو اس اخبار کی اشاعت تک انشاء اللہ شائع کیا جاویگا۔

میں جب کسی اپنی پرانی تجویز کو عملی صورت میں دیکھ کر اس کا اظہار محض خوشی سے کرتا ہوں تو بعض لوگ جنہیں عادت ہے کہ وہ ہنسی اڑائیں ضرور کہا کرتے ہیں کہ ایڈیٹر الحکم ہر تجویز کے متعلق کہدینے کا عادی ہو کہ سب سے پہلے یہ میرے دماغ میں آئی۔ مگر میں خوشی کے ساتھ پھر یہ کہتا ہوں کہ **ٹریکٹ سیریز** کی تجویز ۱۸۹۸ء میں سب سے پہلے میں نے پیش کی تھی لیکن چونکہ ہر کام کے لئے ایک وقت ہوتا ہے اس لئے اب اللہ تعالیٰ نے حضرت **خلیفۃ المسیح** کے منہ سے اسے نکلوا کر عملی رنگ دیدیا۔

جن لوگوں کے پاس الحکم کے فائل موجود ہیں وہ جلد ۲ کے نمبر ۸ مورخہ ۲۰ اپریل ۱۸۹۸ء کے پہلے صفحہ کو پڑھیں۔ جس پر **ٹریکٹ سیریز** کی تجویز کو شائع کیا گیا ہے۔

بہرحال اس سوال کو چھوڑ کر کہ یہ تجویز جدید ہے یا قدیم ضرورت اس امر کی ہے کہ کثرت سے ٹریکٹ شائع ہوں۔

ہر شخص چونکہ قلم سے کام نہیں لے سکتا اس لئے جن کو خدا تعالیٰ نے توفیق دی ہے وہ قلم سے کام لیں اور جو ہاتھ میں قلم نہیں رکھتے مگر دل میں جوش رکھتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ کو آفاق میں پہنچانے کے خواہشمند ہیں وہ اس مقصد کے لئے **مالی قربانی** کریں اور ان لکھے ہوئے ٹریکٹوں کی اشاعت کریں۔

ایڈیٹر الحکم اپنے ناظرین سے یہ درخواست کرتا ہے کہ وہ اسے **ایک لاکھ** ٹریکٹ شائع کرنے میں مدد دیں۔ پہلا ٹریکٹ صرف دو ہزار چھاپا گیا۔ آئندہ ہر ٹریکٹ **دس ہزار** چھاپنے کا ارادہ ہے۔ میں صرف سوا ایسے منتخب دوستوں کی امداد چاہتا ہوں جن میں سے ہر ایک ایک ایک سو ٹریکٹ کا خرچ اپنے ذمہ لے۔ یہ ٹریکٹ ۸ صفحہ سے لیکر ضرورتاً ۱۶ صفحہ تک کتابی سائز کے ہونگے اور عہ فیصدی کے حساب سے مہیا کئے جاسکینگے۔

جو صاحب چاہتے ہیں کہ اس کار خیر میں حصہ لیں اور حضرت خلیفۃ المسیح کی غرض اور مقصد کو پورا کر کے ان کی دعاؤں میں شامل ہوں وہ مجھے اطلاع دیں تاکہ ہر ایک ٹریکٹ شائع ہونے پر انھیں بھیجدیا جایا کرے اور وہ اسے اپنے شہر اور گردو نواح میں پڑھے لکھے لوگوں میں مفت تقسیم کر دیا کریں۔ جن لوگوں کے متعلق میں پہلے سے جانتا ہوں کہ وہ اشاعت کے کام میں حصہ لینے کو ہر وقت آمادہ رہتے ہیں ان کی خدمت میں اس تحریر کے ذریعہ سے صرف اتنی یاد دہانی کرانی ضروری ہے کہ بہتر ہوگا وہ اپنے ساتھ دوسرے دوستوں کو بھی شریک کرلیں۔

چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے یہ تحریک بڑے جوش سے کی تھی اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ ضرور بابرکت اور مفید ہوگی۔ اور اس تحریک سے مومنین **دینی** اور دنیوی برکات حاصل کرینگے یہ بھی یاد رہے کہ ۵ سے کم ٹریکٹ باہر روانہ نہونگے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے ازراہ کرم ایڈیٹر الحکم کے پہلے ٹریکٹ کے لئے اپنے **طیب اور پاک مال** میں سے **تین روپیہ** اس کی اشاعت کے لئے عطا فرما کر اس کام کا افتتاح فرمایا ہے۔

اس رقم کے لئے **دو سو ٹریکٹ** ان لوگوں کو بھیجے جاسکتے ہیں جو خرید کر مفت شائع نہیں کر سکتے مگر اس کے لئے محصول انھیں ادا کرنا ہوگا

(خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادیان)